شمارہ نمبر-۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

مارچ ۲۰۲۳ء

مجلّہ

آوازِ حق

یارِ غار کون تھا شیعہ کتب کی روشنی میں

عقیقہ میں بڑا جانور ذبح کرنے کا ثبوت

فضائلِ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کیا اللہ تعالیٰ کو فرشتوں نے اُٹھایا ہے؟

عظمتِ دیوبند غیر مقلدین علماء سے
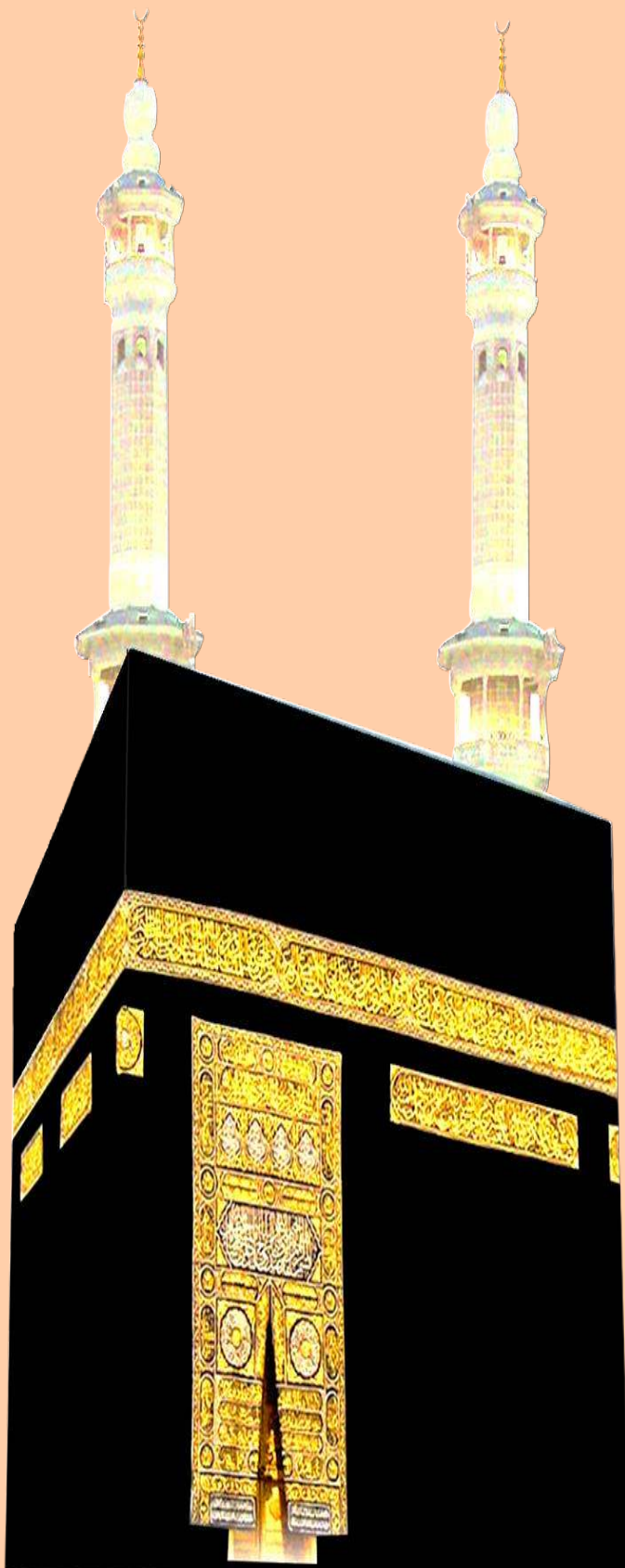
سراج الامہ سُلطان الفقہاءرئیس المحدثین سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ

مجلّہ

آوازِ حق

شمارہ نمبر-۱

مارچ ۲۰۲۳ء

صفحہ	عنوانات	شمار

اپنی آراء اور تجاویز نیز سوالات وغیرہ

اس واٹس ایپ نمبر پر بھیجیں۔

0302-8133768

مولانا محمد امین صفدر اکاڑویؒ　　　　عنوانات و ترتیب: حافظہ بنت محمد حسین

مسئلہ تقلید پر انتہائی جامع لاجواب تحریر

تقلید کب سے ہے

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس ملک میں سب اہل السّنت والجماعت حنفی تھے۔ کوئی سنی تقلید کا منکر نہ تھا اور اس کا انکار ہو بھی کیسے سکتا تھا کیونکہ جس دن سے اسلام دنیا میں آیا ہے تقلید ساتھ ہی آرہی ہے۔

اسلام میں ایک دن میں بھی فتوی لینے اور دینے پر پابندی نہیں لگائی گئی اور نہ مفتی کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ہر مسئلہ کی دلیل تفصیلی بیان کرے نہ مستفتی پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ جب تک ہر جزئی مسئلہ کی دلیلِ تفصیلی کا مطالبہ نہ کرے اور اسے سمجھ نہ لے تو وہ اس مسئلہ پر عمل نہ کرے۔

حضراتِ صحابہؓ اور تابعینؒ کے ہزارہا فتاوٰی مصّنف عبد الرّزاق مصنّف ابنِ ابی شیبہ، کتاب الآثار امام محمد کتاب الآثار امام ابو یوسف اور دیگر کتبِ حدیث میں موجود ہیں جن میں نہ فتوی دینے والوں نے ہر فتوی کے ساتھ آیت اور حدیث پیش کی نہ عمل کرنے والوں نے کہا کہ جب تک آپ آیت و حدیث پیش نہ کریں گے ہم ہرگز عمل نہیں کریں گے۔

یہ ہزار ہا فتاوٰی آفتابِ نیمروز کی طرح واضح کر رہے ہیں کہ خیر القرون میں تقلید تواتر کے ساتھ موجود تھی۔

آئمہ اربعہ سے تقلید کا ثبوت

پھر حضرات آئمہ اربعہ کی فقہ مرتب ہوئی ان کے مسائل لاکھوں سے متجاوز ہیں ان میں بھی صرف مسائل ہی مرتب کروائے گئے انکے تفصیلی دلائل مرتب نہیں کروائے گئے اور عوام نے بلا مطالبہ دلیل ہر زمانے میں ان پر عمل کیا تو حضراتِ آئمہ اربعہ سے بھی لاکھوں مسائل کے ضمن میں تواتر کے ساتھ اپنی تقلید کروانا واضح ہو گیا۔

الغرض اسلام میں تقلید ہر زمانہ میں متوارث رہی ہے۔ غیر مقلدین کس کی تقلید کرتے ہیں؟ اب بھی زبان سے یہ لوگ تقلید کا انکار کرتے ہیں لیکن عملاً نااہل مولویوں کی تقلید میں مبتلا ہیں۔

دائرہ اجتہاد و تقلید

مسائل فرعیہ دو قسم کے ہیں (1) منصوص (2) غیر منصوص! پھر منصوص دو قسم کے ہیں متعارض، غیر متعارض۔ پھر غیر متعارض دو قسم کے ہیں: محکم، محتمل۔

(1) **مسائل منصوصہ:** جو مسائل منصوص غیر متعارض اور محکم ہیں ان میں نہ اجتہاد کی گنجاش ہے اور نہ تقلید کی۔

(2) **مسائل غیر منصوصہ:** مجتہد غیر منصوص جزئی کا حکم قواعد شرعیہ کے مطابق منصوص پر قیاس کر کے ظاہر کرتا ہے اور مقلد اسی حکم پر جو مجتہد نے کتاب و سنت سے استنباط کیا ہے عمل کرتا ہے جیسے شوربے میں چیونٹیء دودھ میں بھڑ، شربت میں مچھر گر جائے تو کیا کیا جائے ان کا حکم صراحتً کتاب و سنت میں منصوص نہیں ہے مجتہد نے ان سب کو مکھی پر قیاس کرلی۔

غیر مقلدین سے سوال نمبر۔1

اب منکرینِ تقلید کا فرض ہے کہ وہ ایک صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ غیر منصوص مسئلہ کا حکم قیاسِ شرعی کے موافق مجتہد کتاب و سنت سے استنباط کرے تو یہ حرام ہے اور غیر مجتہد وہ مسئلہ مجتہد سے پوچھ کر عمل کرے تو یہ حرام اور شرک ہے۔

لیکن وہ ادھر ادھر کی باتیں تو بہت کریں گے مگر قیامت تک ایسی آیت یا حدیث پیش نہیں کرسکیں گے۔

(3) مسائل منصوصہ متعارضہ میں مجتہد رفع تعارض کر کے راجح نص پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی مجتہد کی رہنمائی میں راجح نص پر ہی عمل کرتا ہے۔

غیر مقلدین سے سوال۔2

اگر یہ ناجائز ہے تو منکرین تقلید پر لازم ہے کہ ایسی آیت یا حدیث پیش کریں جس میں صراحت ہو کہ مجتہد کے لیے متعارضات میں رفع تعارض کرنا حرام ہے اور مقلد کے لیے مجتہد کی رہنمائی میں راجح نص پر عمل کرنا شرک ہے۔

غیر مقلدین کا دھوکہ

یہ عجیب بات ہے کہ متعارضات میں جن احادیث کے موافق حدیث کے موافق عمل کو خیر القرون کے مجتہد نے راجح قرار دیا اور اس وقت ہزاروں محدثین ہزاروں فقہاء مفسرین اور کروڑہا عوام ان پر عمل کرتے آرہے ہیں۔

ان پر عمل کرنے کا نام غیر مقلدین نے عمل بالرّائے رکھا ہے اور جن احادیث کو خیر القرون کے مجتہد نے مرجوح قرار دیا ان پر عمل کا نام عمل بالحدیث رکھا۔

(4)مسائل منصوصہ محتملہ میں مجتہد رفع احتمال کر کے نص پر عمل کرنے کی رائے متعین کرتا ہے اور مقلد اس کی رہنمائی میں اس نص پر عمل کرتا ہے۔

غیر مقلدین سے سوال۔3

منکرین تقلید میں ہمت ہے تو ایک آیت یا حدیث پیش کریں کہ محتمل نص میں رفع احتمال کرنا حرام ہے یا رفع احتمال کے بعد اس نص پر عمل کرنا شرک ہے۔ یہ ہے دائرہ اجتہاد و تقلید!

مجتہد کی تعریف

ان تین قسم کے مسائل میں جو استنباط کر سکتا ہے (غیر منصوص کا حکم، رفع تعارض، رفع احتمال) وہ مجتہد ہے۔

مقلد کی تعریف

اور جو یہ اہلیت نہیں رکھتا وہ اگر ان مجتہدین کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرے تو مقلد ہے۔

غیر مقلد کی تعریف

اور اگر نہ خود اجتہاد کر سکے اور نہ مجتہد کی رہنمائی قبول کرے تو اسے غیر مقلد کہتے ہیں۔

مجتہد، مقلد اور غیر مقلد کی مثال

مجتہد اور مقلد کا تعلق ایسا ہی ہے جیسے امام اور مقتدی کا اور غیر مقلد ایسا ہے کہ نہ امام ہو نہ مقتدی بنے امام و مقتدی کو گالیاں دے۔ یا یہ تعلق ایسا ہے جیسے حاکم اور رعایا کا اور غیر مقلد کی مثال باغی کی ہے کہ نہ وہ خود حاکم ہے نہ حاکم کی تابعداری کرتا ہے یا ایسا کہ نہ خود ڈاکٹر ہو نہ ڈاکٹر سے علاج کروائے بلا علاج تڑپ تڑپ کر مر جائے۔

فرقہ غیر مقلدیت اکابرینِ دیوبند کی نظر میں

جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبہ دار الافتاء کے رئیس فقیہ العصر مفتی عبد الستار صاحبؒ فرماتے ہیں: غیر مقلدیت (لامذہبیت) عالم اسلام کا خطرناک فتنہ ہے جو سلف صالحین پر بداعتمادی اور دین کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے میں رفض و فتنہ استشراق کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ اہل سلام کی انفرادی و اجتماعی زندگی فتنوں کی زد میں ہے۔ دین میں بنام "تحقیق" تشکیک و تحریف اور الحاد کے دروازے کھولے جا رہے ہیں۔ (تقریظ بر الکلام المفید للشیخ سرفراز خان صفدر)

مولانا ارشد صاحب

قسط نمبر۔1

کیا اللہ سبحان وتعالیٰ کو فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے

والعیاذ باللہ

کیا اللہ سبحان وتعالیٰ کو فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے ؟ والعیاذ باللہ صفات باری تعالیٰ کے موضوع پر اکثر غیر مقلدین جن حضرات کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں اور ان کے عقیدے سے متعلق آراء کو بہت اہمیت دیتے ہیں ان میں سے ایک نام شیخ عثمان بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ جو صاحب مسند الدارمی سے الگ ایک اور شخصیت ہیں۔ غیر مقلدین کے طرف سے صفات پر لکھی گئی کتابوں میں ان کے حوالے بکثرت دیے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عثمان بن سعید الدارمی کا شمار غیر مقلدین حضرات کے ہاں عقیدے کے باب میں معتبر آئمہ میں سے ہوتا ہے اور ان کی کتابوں کو عقیدہ سلف کی بہترین ترجمانی سمجھتے ہیں بلکہ الدارمی کو خود سلف میں سے مان کر ان کے عقائد ماننا سلفی منہج کا جزو سمجھا جاتا ہے حتی کہ غیر مقلدین کے اس باب میں معتمد شخصیت علامہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنے شیخ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ عثمان الدارمی کی کتابوں میں بہت زیادہ وصیت کرتے تھے اور لکھتے ہیں: وكتاباه من أجل الكتب المصنفة في السنة وأنفعها، وينبغي لكل طالبة مراده الوقوف على ما كان عليه الصحابة والتابعون والأئمة أن يقرأ كتابيه ، وكان شيخ الإسلام تيمية رحمه الله يوصي بهذين الكتابين أشد الوصية ويعظمهما جدًا ابنًا، وفيهما من تقليد التوحيد والإسماء والصفات بالعقل والنقل ما ليس فی غیر هما۔ (اجتماع الجیوش الاسلامیہ صفحہ 348)

ترجمہ: اور ان کی (شیخ الدارمی کی) دونوں کتابیں سنت کے باب میں لکھی گئی کتابوں میں سے بہت نمایاں اور نفع بخش کتابیں ہیں اور جس طالب علم کو بھی صحابہ کرام وتابعین وآئمہ کا مذہب جاننا و سمجھنا ہو اس کو چاہیے کہ ان کی یہ دونوں کتابیں پڑھے۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان دونوں کتابوں کی بہت ہی زیادہ وصیت کیا کرتے تھے اور ان کی بے حد تعظیم کرتے تھے ان کتابوں میں توحید اور اسماء وصفات کی عقل و نقل کے ذریعے ایسی تقریر کی گئی ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں۔ جہاں تک بات ہے ان کتابوں ایسی باتیں موجود ہونے کی جو دیگر کتب نہیں ملتیں تو یقیناً بابِ صفات ان کتابوں کے اندر ایسی ایسی باتیں

کہنے کی جرات کی گئی ہے جن پر شاید دیگر لوگوں کو اس طرح صراحت سے بیان کرنے کی ہمت نہ ہو اور ان باتوں کو علامہ ابن القیم نے صحابہ وتابعین وآئمہ کے مذہب کی صحیح ترجمانی قرار دے دیا۔انشاءاللہ کوشش ہو گی کہ اس کتاب کی وہ خاص وامتیازی باتیں قارئین کی خدمت میں پیش کی جائیں۔ہم نہیں سمجھتے کہ کوئی بھی شخص ان امور کو صحابہ کرام،تابعین وغیرہ یا سلف کی ترجمانی مان سکتا ہے۔من جملہ ان باتوں کے ہمارا آج کا موضوع بھی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو فرشتوں کی طرف سے اٹھائے جانے کا عقیدہ۔علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کی اس قسم کی باتوں پر تنقید کی تو غیر مقلدین کے علماء نے علامہ کوثری کو بلاوجہ طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

غیر مقلدین کے ایک بڑے عالم جناب شیخ زبیر علیزئی مرحوم لکھتے ہیں: امام دارمی نے اپنی کتاب میں نزول باری تعالیٰ عرش باری تعالیٰ اور علو باری تعالیٰ علی العرش ثابت کیا ہے۔دیکھیے فہرس نقض الدارمی علی المریسی صفحہ 1 جسے کوثری جرکسی صاحب قیام قعود حرکت ثقل استقرار مکانی اور حد وغیرہ دے رہے ہیں۔(علمی تحقیقی مقالات ج1 صفحہ 446)

اس عبارت سے موصوف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گویا دارمی کی کتاب میں تو یہ چیزیں سرے سے موجود ہی نہیں لیکن علامہ کوثری رحمہ اللہ نے ان کی از خود یہ چیزیں اخذ کی ہیں ورنہ وہ کبھی بھی ان باتوں کے قائل نہیں ہیں، یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا اثبات کیا تو گویا بقول زبیر علی زئی صاحب کے علامہ کوثری نے ان صفات کا اثبات ان چیزوں کے اثبات کے مفہوم میں لے کر الدارمی پر افتراء کیا ہوا ہے۔جیسا کہ آگے !

زئی صاحب مزید لکھتے ہیں: امام دارمی کے خلاف کوثری جرکسی کے مزید افتراءات واکاذیب کے لیے دیکھیے مقالات الکوثری صفحہ 282........290 الخ اور الماتریدیہ للامام شمس الدین الافغانی۔(مقالات ج1 صفحہ 447)

جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے جو کوئی بھی دارمی کی الدارمی کی کتابوں کو خود مطالعہ کر سکے تو وہ بہت آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ الدارمی کی کتاب میں وہ سب امور موجود ہیں۔جناب زبیر علی زئی نے یا تو شاید صرف شیخ الدارمی کی کتاب کی فہرست جو صفحہ 1 پر ہے، صرف اسی فہرست کو ہی دیکھنے پر اکتفا کیا ہوا ہے اور کتاب کے اندر جھانکنے تک کی زحمت نہیں کی۔جیسا کہ ان کے کلام سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کیونکہ انہوں نے فقط شیخ دارمی کی کتاب کی فہرست کا حوالہ دے کر اپنی تحقیق کی بنیاد رکھی،اور اس کے علاوہ انہوں نے اپنے ہی مسلک کے ایک دوسرے مولوی شمس الدین افغانی مرحوم کی کتاب پر اندھا اعتماد کر کے یہ باتیں لکھ دیں،اور پھر یہ باتیں "علمی و تحقیقی مقالات" نامی کتاب میں درج ہوئیں تاکہ قارئین یہ سمجھ سکیں کہ یقیناً یہ سب اعلیٰ معیار کی علمی تحقیق کے نتیجے میں سامنے آیا ہے اور اگر واقعی زبیر علی زئی صاحب نے بذات خود دارمی کی

عبارات کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد اپنے یہ ریمارکس لکھے ہیں تو پھر ان کے بارے میں جو سب سے ہلکی بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ یقیناان کو دارمی صاحب کی عربی عبارات کی کوئی سمجھ ہی نہیں تھی۔ ورنہ یہ چیزیں وہ خود ان کی کتاب میں نوٹ کر لیتے اور پھر ایسانہ کہتے کہ دارمی پر افتراء کیا گیا ہے۔ان کے اپنے مسلک کے ایک دوسرے عالم جناب شیخ ناصر الدین البانی مرحوم نے زبیر علی زئی کے بالکل برعکس ان باتوں کی موجودگی کی تصدیق کرتے ہوئے علامہ کوثری کی توثیق کر دی اور اس طرح ضمناً شیخ زبیر علی زئی صاحب کی تکذیب کی چنانچہ جب شیخ علی زئی مرحوم سے ملتی جلتی باتیں ایک اور سلفی عالم جناب عبدالرحمن المعلمی نے بھی ذکر کیں کہ عثمان الدارمی تو بلا کیفیت صفات کے بارے میں صرف اللہ ورسول کا کلام مانتے ہیں اور کوئی تشبیہ نہیں کرتے۔ اگرچہ تکذیب کرنے والے اس سب کو تجسیم کہیں گے، تو جناب البانی صاحب نے یہاں معلمی کی سطحی باتوں کا رد کرتے ہوئے علامہ کوثری کی باتوں کی تصدیق کی۔

آپ لکھتے ہیں:أقول: لا شك في حفظ الدارمي وإمامته في السنة، ولكن يبدو من كتابه «الرد على المريسي» أنه مغال في الإثبات فقد ذكر فيه ما عزاه الكوثري إليه من القعود والحركة والثقل ونحوه، وذلك مما لم يردبه حديث صحيح، وصفاته تعالى توقفيةفلا تثبت له صفتةبطريق اللزوم مثلا،كأن يقال: يلزم من ثبوت مجيئه تعالى ونزوله ثبوت الحركة، فان هذا إن صح بالنسبة للمخلوق، فالله ليس كمثله شيء فتأمل۔(حاشيه التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل 2/572)

ترجمہ: البانی صاحب کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ بے شک شیخ دارمی کے حفظ وسنت کے باب میں امام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن ان کی کتاب الرد علی المریسی سے واضح ہوتا ہے کہ آپ (صفات کے) اثبات میں غلو کرتے ہیں بے شک انہوں نے واقعی اس کتاب میں وہ تمام چیزیں ذکر کی ہیں جن کو (علامہ) کوثری نے ان کی طرف منسوب کر دیا ہے یعنی قعود حرکت اور ثقل (بوجھ وزن) وغیرہ۔اور یہ سب امور کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں اور اللہ تعالی کی صفات توقیفی ہیں لہذا اللہ کے لیے کوئی بھی صفت بطریق لزوم یعنی لوازمات کے ذریعے ثابت نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ یوں کہا جائے اللہ تعالیٰ کے مجیٔ (آنے) اور نزول سے حرکت کا اثبات ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سب اگر مخلوق کے نسبت درست بھی ہو تو اللہ تعالی تو کسی بھی چیز (کسی بھی مخلوق) کی طرح نہیں ہے (تاکہ اس پر خدا کو قیاس کیا جائے)۔(حاشیہ التنکیل 2/572)

اس سے پتہ چلا کہ جو جماعت غیر مقلدین کے عالم جناب واصل واسطی صاحب نے اللہ کے لیے حرکت ثابت کرتے ہوئے لکھا کہ : مگر قرآن و حدیث کہتا ہے کہ اللہ اوپر ہے۔وہ حرکت کرتا ہے کیونکہ وہ زندہ ہے۔(عقیدہ سلف پر اعتراضات کا علمی جائزہ 105)

یہ بالکل بے بنیاد بات ہے اور اس کو قرآن و حدیث کی طرف منسوب کرنا درست نہیں جیسا کہ واصل واسطی صاحب نے کیا نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حرکت کا اثبات اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کے لوازم کے ساتھ ماننے کا نتیجہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئ ہے۔

بہر حال فی الوقت ہم شیخ دارمی صاحب کے ان عقائد کا ان کی کتابوں میں موجودگی کے ثبوت کے طور پر جناب شیخ البانی صاحب کے کلام پر ہی اکتفا کرتے ہیں کیونکہ آج ایک خاص موضوع پر ان کا نظریہ پیش کرنا مقصود ہے۔اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کو فرشتوں کا محمول یعنی فرشتوں کی جانب سے اٹھائے جانے کا عقیدہ ۔

علامہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آیا حاملینِ عرش فرشتوں نے عرش کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل کو بھی اٹھایا ہوا ہے یا نہیں اس بارے دو قول ہیں ایک قول ان کا ہے جو اس بات کی نفی کرتے ہیں اور دوسرا اثبات کرنے والوں کا۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں: الوجه الثاني أن الطائفة الأخرى تمنع المقدمة الثانية فيقولون لا نسلم أن العرش وحملته إذا كانوا حاملين لله لزم أن يكون الله محتاجًا إليهم فإن الله هو الذي يخلقهم ويخلق قواهم وأفعالهم فلا يحملونه إلا بقدرته ومعونته ۔(ابن تيمية بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية 3/239)

ترجمہ: دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت دوسرے مقدمے کو تسلیم نہیں کرتی۔اور وہ کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ جب عرش اور اس کے اٹھانے والے فرشتے اللہ عزوجل کو اٹھائے ہوئے ہوں تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالی ان کی طرف محتاج ہے۔کیونکہ اللہ ہی تو ہے جس نے ان کو اور ان کی قوتوں اور افعال کو پیدا کیا ہوا ہے۔

پس وہ اللہ کو اپنی قوت نہیں بلکہ اللہ کی قوت و معاونت سے اٹھائے ہوئے ہیں اس کے بعد آگے بھی انہوں نے اس جماعت کی طرف سے اپنے اس عقیدے یعنی فرشتوں کی جانب اللہ کو اٹھانے کے قول کے دفاع میں طویل کلام نقل کیا ہے۔

اور پھر ان لوگوں میں سے کون اس بات کے قائل ہیں۔یہ بتانے کے لیے انہوں نے شیخ عثمان الدارمی کی طویل عبارات نقل کی ہیں یہاں پر حاشیے میں سلفی محشی نے بھی اس قول کے قائلین میں سے عثمان الدارمی اور ان کے علاوہ غیر مقلدین کے ہاں ایک اور معتبر شخصیت قاضی ابویعلیٰ کو بھی اس کا قائل بتایا ہے۔

جن کے اقوال حافظ ابن تیمیہ نے جگہ جگہ اپنی اس مشہور تصنیف میں نقل کیے ہیں جس کو غیر مقلد عالم واصل واسطی صاحب سلفیت کا شاہکار قرار دیتے ہیں،یعنی بیان تلبیس الجھمیہ۔

الدارمی کی عبارات بمع ترجمہ ملاحظہ ہوں:

عبارت نمبر1: فيقال لهذا البَقْبَاق النفخ إن الله أعظم من كل شيء وأكبر من كل خلق ولم يحمله العرش عِظَمًا ولاقوةولا حملة العرش حملهه بقوتهم ولا استقلوا بعرشه ولكنهم حملهه بقدرته وقد بلغنا أنهم حين حملها العرش وفوقه الجبار في عزته وبهائه ضعفوا به عن حمله واستكانوا وجَثَوا على رُكَبهم وجَثَوا على رُكَبهم حتى لقنوا لا حول فاقلوا بعرشه حتى لقنوا لا حول فاقلوا بعرشه.ذلك ما استقل به العرش ولا الحملة ولا السموات والأرض ولا من فيهن ولو قد شاء لاستقر على ظهر بعوضة فاستقلت به بقدرته ولطف ربوبيته فكيف على عرش عظيم أكبر من السموات والأرض-(ابن تيمية بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية3/243)

ترجمہ: پس اس متکبر اور باتونی شخص کا جواب یہ ہے کہ بیشک اللہ ہر چیز سے بڑا ہے اور ہر مخلوق سے بڑا ہے، اور عرش نے اللہ کو اپنی عظمت اور قوت سے نہیں اٹھایا، اور نہ حاملینِ عرش (فرشتوں) نے اللہ کو اپنے قوت و بلبوتے اٹھایا ہوا ہے، اور نہ ان فرشتوں نے عرش کو اپنی قوت سے اٹھایا ہوا ہے۔ بلکہ انھوں نے اس کو اللہ کی دی ہوئی قدرت سے اٹھایا ہے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب وہ عرش کو اٹھا رہے تھے اور اس کے اوپر جبار (اللہ) کی ذات اپنے عزت و عظمت کے ساتھ موجود تھا، تو (حاملین عرش) اس کے اٹھانے سے کمزور پڑ گئے اور گھٹنے ٹیک دیے حتیٰ کہ ان کو لاحول ولاقوة الاباللہ پڑھنے کی تلقین ہوئی تو انہوں نے اسے اللہ کی قدرت اور ارادے سے اٹھالیا اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ تو اللہ کو عرش اٹھا سکتا اور نہ حملۃ العرش اور نہ آسمان و زمین اور نہ اس میں جو لوگ ہیں، اور اگر اللہ چاہتا تو ایک مچھر کی پیٹھ پر بھی سوار ہو سکتا تھا (یا قرار پکڑ سکتا تھا) اور وہ اسے اللہ کے قدرت اور اس کے لطف ربوبیت سے اٹھالیتی تو ایسے عرشِ عظیم پر کیسے ناممکن ہے جو آسمانوں اور زمین سے بڑا ہے۔

تبصرہ:

اس عبارت میں عثمان الدارمی صاف صاف بتا رہے ہیں کہ عرش اور حاملینِ عرش نے خدا کو اپنے بلبوتے پر نہیں بلکہ خدا کی عطا کی ہوئی طاقت سے اٹھایا ہوا ہے اگر خدا ان کو طاقت نہ دیتا تو یہ اللہ کے اٹھانے سے عاجز رہتے۔ اور یہی بات ابن تیمیہ نے بطور مقدمہ اس عبارت سے پہلے ذکر کیا ہے کہ خدا کو اٹھانے سے اللہ کا عاجز ہونا اور ان کی طرف محتاج ہونا اس لیے لازم نہیں آتا کہ یہ طاقت تو ان کو اللہ نے دی ہوئی ہے۔ اور آگے طویل کلام کیا ہے نیز اس عبارت میں اس بات کی بھی تصریح ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک مچھر پر بھی استقرار کرتے (سوار ہو جاتے، بیٹھ جاتے) تو وہ مچھر بھی اللہ تعالیٰ کو اس کی دی ہوئی طاقت سے اٹھا لیتی۔ (لا حول ولا قوة الا بالله)

عبارت نمبر:2

فَكَيْفَ تُنْكِرُ هَذَا وَأَنْتَ تَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَفِي جَمِيعِ أَمْكِنَتِهَا، وَالْأَرْضُ دُونَ الْشَعَةِ وَالْأَرْضُ دُونَ الْشِعَةِ؟ فَكَيْفَ تُقِلُّهُ الْأَرْضُ فِي دَعْوَاكَ وَلَا يُقِلُّهُ الْعَرْشُ الَّذِي أَعْظَمُ مِنْهَا وَأَوْسَعُ؟ (الدارمي، أبو سعيد، نقض الإمام أبي سعيد عثمان بن سعيد على المريسي الجهمي العنيد فيما افترى على الله عز وجل التوحيد، ١/٤٥٨)

ترجمہ: تم کیسے اس کا انکار کر رہے ہو حالانکہ تیرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ زمین پر ہے اور تمام جگہوں میں ہے، زمین تو عرش سے عظمت اور فراخی کے اعتبار سے کم ہے تو تمہارے دعوے کے مطابق زمین اللہ کو کیسے اٹھا سکتی ہے اور عرش اسے نہیں اٹھا سکتا حالانکہ عرش اس سے بڑا اور وسیع ہے۔

تبصرہ:

اس عبارت میں دارمی اپنے مخالف پر رد کرتا ہے کہ جب تم اللہ کو زمین میں مانتے ہو تو عرش تو بہت بڑا اور وسیع ہے! عرش کیوں اللہ کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھ سکتا؟ یاد رہے کہ یہ عبارت محض الزامی طرزِ دلیل نہیں ہے۔ بلکہ دارمی اللہ کو اٹھائے جانے کا تحقیقی طور پر قائل ہے جیسا کہ ان کی باقی عبارات اس پر روزِ روشن کی طرح واضح دلالت کرتی ہیں لیکن اپنے تحقیقی مؤقف کو درست ثابت کرنے کے لیے یہاں اس نے الزامی دلیل بھی پیش کر دی۔

جیسا کہ آگے کہتے ہیں: وَكَيْفَ يُنْكِرُ أَيُّهَا النفاج أن عَرْشه يقله والعرش أكْبَرَ مِنَ السَّمَوَاتِ السَّبْعِوَالْأَرَضِينَ السَّبْعِ ؟ وَلَوْ كَانَ الْعَرْشُ فِي السَّمَوَات والأرضين ما وسعته ولكنه فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ۔

ترجمہ: تو اے متکبر انسان تم کیوں اس بات کا انکار کرتے ہو کہ عرش نے اللہ کو اٹھایا ہوا ہے حالانکہ عرش تو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے بڑا ہے۔ اگر عرش آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا تو کبھی بھی اس میں نہ آتا (نہ سماتا) لیکن وہ تو ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔

قارئین یہ یاد رکھیں کہ ان عبارات میں جو تقلہ اور استقل بہ کے الفاظ آئے ہیں ان کا معنی اٹھانے کی طاقت رکھنا اور حمل کرنا ہے۔ جیسا کہ لغت کی کتابوں میں لکھا ہے «أَقَلَّ: الْجَرَّةَ أَطَاقَ حَمْلَهَا۔ (مختار الصحاح، صفحہ ۲۵۹)

جس طرح انہوں نے خود ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالی کسی مچھر کی پیٹھ پر بھی قرار پکڑتے تو "فاستقلت بہ بقدرتہ" تو وہ مچھر بھی اللہ کو خدا کی دی ہوئی طاقت و قدرت سے اٹھا لیتا۔ نعوذ باللہ

تبصرہ:

یہاں پر بھی شیخ دارمی وہی بات کہ رہے ہیں کہ اللہ تعالی عرش پر اس لیے سما سکتا ہے اور وہاں آ سکتا ہے کیونکہ عرش ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے بڑا ہے۔اس لیے اس بات کا انکار نہیں کرنا چاہیے کہ عرش نے خدا کو اٹھایا ہوا ہے۔نعوذباللہ ایک اور عبارت جو بالکل واضح اور آسان عبارت ہے:مأَفَلَا تَدْرِي أَيُّهَا الْمُعَارِضُ أَنَّ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لَمْ يَحْمِلُوا الْعَرْشَ وَمَنْ عَلَيْهِ اللَّهِمِ بِقُوَّتِهِ بِقُوَّتِهِ بِقُوَّتِهِ وتأيده۔

ترجمہ: پس اے مخالف کیا تو نہیں جانتا کہ عرش اٹھانے والے فرشتوں نے عرش کو اور اس ذات کو جو اس کے اوپر ہے اپنی طاقت اور مضبوطی سے نہیں اٹھایا بلکہ اللہ کی طاقت اور تائید سے اٹھایا ہوا ہے۔

تبصرہ:

بعض جاہل لوگ جو ہم سے بحث کرتے ہیں کہ وہ عرش کے اوپر ذات سے مراد لوح و قلم لیتے ہیں کہ یہ عرش کے اوپر ہیں تو دارمی صاحب یہ بتا رہے ہیں کہ فرشتوں نے عرش اور لوح و قلم کو اٹھایا ہوا ہے حالانکہ یہ لغت سے بالکل جاہل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ "من" کا لفظ ذوی العقول اور زندہ کے لیے آتا ہے اور دارمی صاحب عرش کے اوپر سوائے خدا کے کسی اور زندہ ذات کو تو نہیں مانتے۔ بہر حال یہ سب دیکھ کر اس کتاب کے سلفی محقق محشی کا بھی تھوڑا بہت ایمان جاگ اٹھا۔

اور کہا کہ: هَذَا غير صَحِيح، فَلَيْسَ الْعَرْشِ حَامِلا للرب وَلَا يقله، بل الرب سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مستغن عن الْعَرْشِ وَغَيره من الْعَرْشِ وَغيره من الْمَخْلْلَغْلَوْتَ الْقَتْ الْقَتَ الْحَمْرَةُ الْمَخْلَوْقَتُ الْقَلَوْقَةُ۔

ترجمہ: دارمی صاحب کی یہ باتیں غلط ہیں کیونکہ عرش خدا کو اٹھایا ہوا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی عرش اور عرش کے علاوہ باقی مخلوقات سے بے نیاز و مستغنی ہے-بلکہ وہی عرش اور حملۃ العرش کو اپنی قوت و قدرت سے اٹھائے ہوئے ہیں... **جاری ہے !**

ان شاء اللہ العزیز اگلی اقساط میں الدارمی کی کتاب کی مزید عبارات قارئین کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

مولانا طیّب الرّحمٰن صاحب

فضائل و مناقب سیّدنا معاویہؓ معتبر روایات وآثار سے

امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ مرتبہ صحابیت کے علاوہ بھی آپ کو بے شمار فضائل و مناقب حاصل ہیں۔ آپ ایک طویل عرصہ مسلمانوں کے حاکم بھی رہے ہیں اور اپنے دورِ حکومت میں اسلام کو خوب تقویت دی اور دشمنانِ اسلام کی بیخ کنی کی۔ مخالفینِ اسلام جب آپؓ سے مقابلہ نہ کر سکے تو انہوں نے آپ کو بدنام کرنے کی ٹھانی اس کے لئے انہوں نے مسلمانوں کے روپ میں اپنے کارندے بھیجے جنہوں نے حُبّ اہلبیت کا لبادہ اوڑھ کر سیّدنا معاویہ پر دشنام طرازی کا بازار مسلسل گرم کیے رکھا۔ بغضِ صحابہ کے مریض یہ لوگ مختلف حیلوں، بہانوں سے آپ کی ذات و سیرت کو نشانہ بنائے رکھتے ہیں۔

آپ کے ثابت شدہ فضائل و کمالات کا اقرار و اظہار تو دور کی بات ہے آپ کے خلاف من گھڑت قصے کہانیاں گھڑنے سے بھی نہیں چوکتے اور مزید یہ کہ لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ کی فضیلت و منقبت تو کسی صحیح حدیث سے ثابت ہی نہیں۔ یہ لوگ چونکہ مذکورہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے بعض محدثین کے اقوال کا سہارا لیتے ہیں اس لئے بعض سادہ لوح اہلِ سنت حضرات بھی ان کے دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کے پیش کردہ اقوال ان محدثین سے ثابت ہی نہیں ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ یہ لوگ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ثابت شدہ فضائل کا انکار کرنے لئے لیے غیر ثابت شدہ اقوال کا سہارا لیتے ہیں۔

ہم انشاءاللہ اپنے ناظرین کے سامنے معتبر روایات سے سیدنا معاویہؓ کے فضائل وکمالات بیان کریں گے تاکہ محبانِ صحابہ کی قلبی تسکین میں اضافے کا سبب بنے اور اعداء صحابہ کے لیے شفا کا ذریعہ ہو۔

حدیثِ اول

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ترجمہ: ایک دن نبی کریم ﷺ میرے قریب ہی سو گئے۔ پھر جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو سبز سمندر پر سفر کر رہے

ہیں اور (جہازوں پر اس طرح بیٹھے ہیں) جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آپ میرے لیے بھی دعا کر دیجئیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر دوبارہ آپ ﷺ سو گئے اور پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی کیا (بیدار ہوتے ہوئے مسکرائے) ام حرام رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی عرض کی اور آپ ﷺ نے وہی جواب دیا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے تو آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہو گی چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں شریک ہوئیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں سمندری سفر کے لیے نکلا تھا۔

حدثنا عبد الله بن يوسف، قال: حدثني الليث، حدثنا يحيى، عن محمد بن يحيى بن حبان، عن انس بن مالك، عن خالته ام حرام بنت ملحان، قالت: نام النبي صلى الله عليه وسلم" يوما قريبا مني، ثم استيقظ، يتبسم، فقلت: ما اضحكك، قال: اناس من امتي عرضوا علي يركبون هذا البحر الاخضر كالملوك على الاسرة، قالت: فادع الله ان يجعلني منهم فدعا لها، ثم نام الثانية، ففعل مثلها، فقالت: مثل قولها فاجابها مثلها، فقالت: ادع الله ان يجعلني منهم، فقال: انت من الاولين، فخرجت مع زوجها عبادة بن الصامت غازيا اول ما ركب المسلمون البحر مع معاوية، فلما انصرفوا من غزوهم قافلين فنزلوا الشام، فقربت إليها دابة لتركبها فصرعتها فماتت۔

(صحیح بخاری حدیث:2799 وللّفظ لہ صحیح مسلم حدیث:1912، مسند احمد حدیث:27032، سنن نسائی حدیث:3172
سنن ابن ماجہ حدیث:2776، سنن ابی داؤد حدیث:2490، صحیح ابو عوانہ حدیث:7461
صحیح ابن حبان حدیث:4608، معجم کبیر طبرانی حدیث:319، سنن کبریٰ بیہقی حدیث:18535)

اس حدیث مبارکہ سے بے شمار آئمہ محدثین نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے ۔ ذیل میں ہم چند محققین کی عبارات درج کریں گے ۔ملاحظہ فرمائیں!

1. امام محمد بن حسین آجری رحمته الله عليه(المتوفى 360ھ) نے پہلے عنوان قائم کیا!

کتاب فضائل معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پھر اس کے تحت سیّدنا معاویہؓ کے فضائل میں متعدد روایات ذکر کیں انہی میں اوپر ذکر کردہ روایت بھی ہے۔

(الشریعہ للآجری 5/2431)

2.امام ابوالقاسم الالکائی رحمة الله عليه (المتوفى 418ھ) نے عنوان قائم فرمایا:

سیّدنا ابو عبدالرحمن معاویہ بن ابو سفیانؓ کے فضائل میں مروی نبی پاک ﷺ کی احادیث کا بیان۔
سیاق ماروی عن النبی صلی الله علیه وسلم فی فضائل ابی عبدالرحمن معاویه بن ابی سفیان رضی الله تعالی عنه۔(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ 1/1524)
پھر سیّدنا معاویہؓ کے فضائل میں دیگر روایات کے ساتھ مذکورہ روایت بھی بیان فرمائی۔
3.محدث المهلب بن ابی صفره رحمة الله علیه(المتوفی 435ھ) فرماتے ہیں:
اس حدیث میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے اس کی بشارت نبی پاک ﷺ کو خواب میں ارشاد فرمائی سیّدنا معاویہؓ سمندری غزوہ کرنے والوں میں سے سب سے اول تھے۔اور آپ پہلا غزوہ کرنے والوں کے امیر بھی تھے۔(شرح صحیح البخاری ابن بطال 5/11)
4.علامه ابو الحسن ابن بطال رحمة الله علیه (المتوفی449ھ)**فرماتے ہیں:** اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے اس کی بشارت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ارشاد فرمائی سیدنا معاویہؓ سمندری غزوہ کرنے والوں میں سے سب سے اول تھے۔اور آپ پہلا غزوہ والوں کے امیر بھی تھے۔
قال المهلب: فیه فضل معاویة رحمه الله وان الله قد بشر به نبیه فی النوم لانه اول من غزا فی البحر وجعل من غزا تحت رایته من الاولین۔ (شرح صحیح البخاری ابن بطال 5/11)
5.علامه ابو عمر ابن عبد البر القرطبی المالکی (المتوفی463ھ)
فرماتے ہیں: اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی کی فضیلت موجود ہے کیونکہ پہلے گروہ(بشارت یافتہ) نے ان کی ماتحتی میں غزوہ کیا تھا۔۔فیه فضل لمعاویة رحمه الله اذ جعل من غزا تحت رایته من الاولین۔(التمهید لابن عبد البر 1/235)
6.علامه ابوالولید الباجی (المتوفی474ھ)
فرماتے ہیں: اور یہ حدیث حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔کیونکہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس غازی قوم کی فضیلت کی خبر دی ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔
وهذه فضیلة لمعاویة بن ابی سفیان اذاخبر النبی صلی الله علیه وسلم بفضیلة قوم غزاة هو منهم۔(المنتقی شرح المؤطا 3/213)
7.قاضی ابن العربی المالکی (المتوفی543ھ)
فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں اصل ہے کیونکہ ان کے ساتھ ہی پہلے پہل لوگوں نے سمندری غزوہ کیا۔

هذا الحديث اصل فی تفضیل معاویۃ لان الاولین الذین رکبواالبحر کانوامعہ۔ (المسالک شرح موطا امام مالک 5/106)

8.قاضی عیاض (المتوفی544ھ)

فرماتے ہیں: اوراس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت موجود ہے۔

وفیہ فضیلۃ معاویۃ۔(اکمال المعلم 340/6)

9.علامہ ابو حفص سراج الدین ابن الملقن (المتوفی804ھ)

فرماتے ہیں: وفیہ کماقال المھلب: فیہ فضل معاویۃ رحمہ اللہ وان اللہ قد بشر بہ نبیہ فی النوم لانہ اول من غزا فی البحر۔(التوضیح شرح الجامع الصحیح 17/341)

10. علامہ بدرالدین عینی (المتوفی855ھ)

فرماتے ہیں، مھلب فرماتے ہیں: و فیہ فضل لمعاویۃ وان اللہ قد بشر بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم لانہ اول من غزا فی البحر وجعل من غزا تحت رایتہ من الاولین۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری 14/87)

مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ بھی بے شمار محدثین نے اس حدیث سے سیدنا معاویہؓ کی فضیلت کا اثبات کیاہے ۔ شارحین ، محدثین کے اوپر ذکر کردہ اقوال سے ان لوگوں کادعویٰ زمین بوس ہو گیاہے جو کہتے پھرتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ کی فضیلت کسی حدیث ثابت نہیں ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیاکہ آپ کی امت آپ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی پورے جوش وجذبہ سے دین کی دعوت ودفاع میں مصروف ہو گی یہاں تک کہ خشکی سے نکل کر سمندر میں بحری جہازوں پہ بلاخوف وخطر بادشاہوں کی طرح بیٹھ کر خوفناک سفر کریں گے۔ غیر مسلموں کو مسلمان کریں گے اور ہٹ دھرم ضدی کافروں کو مٹی میں دبادیں گے۔ جن غازیوں کو دیکھ کر حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے ان میں سیدنا معاویہؓ بھی شامل ہیں۔

حیرت ہے کہ جس ہستی کو دیکھ کر حبیبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہے بعض بد بخت ان کا نام دیکھ کر ہی منہ بسور لیتے ہیں ۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ سے کتنے دور ہیں ۔

مذکورہ بالاروایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ زمانے میں وقوع پذیر ہونے والے ایک واقعہ (بحری غزوہ) کی خبر دی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کئی سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ کے عہدِ خلافت میں وہ واقعہ رونما ہوااور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سو فیصد سچی ثابت ہوئی۔

اس حدیث کے بعض طرق (صحیح البخاری حدیث نمبر: 6282،2788) کے الفاظ ہیں «ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل الله» یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بحری لشکر کے شرکاء کو «غازی فی سبیل اللہ» قرار دیا کافر اور منافق پر قطعاً «غازی فی سبیل الله» کا اطلاق نہیں ہو سکتا لہٰذا اس غزوہ کے مجاہدین کامل مومن تھے سیّدنا معاویہؓ اُس عظیم الشّان لشکر نہ صرف شامل تھے بلکہ اس لشکر کے سپہ سالار تھے۔اس لیے آپ بھی کامل مومن غازی اور پہلے امیر البحر تھے جیسا کہ مسلم عورتیں دین کے دیگر کاموں میں پیش پیش ہوتی ہیں اس مبارک بحری غزوہ میں بھی عورتیں شریک تھیں خود امیر لشکر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی فاختہ بنت قرظہ بھی اس غزوہ میں شریک تھیں۔

(صحیح البخاری حدیث: 2877)

اور اس بشارت کی راویہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالی عنہا کی درخواست پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور اسی جنگ میں شرکت کر کے رتبہ شہادت حاصل کرنا تو روایت سے معلوم ہو ہی گیا ہے۔

اسلام 360 ایپ کے کارنامے

ایک ہی حدیث کے حکم میں تضاد

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ تو انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔امام ترمذی کہتے ہیں: ۱-ابن مسعودؓ کی حدیث حسن ہے، ۲-اس باب میں براء بن عازبؓ سے بھی حدیث آئی ہے، ۳- صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم یہی کہتے ہیں اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی قول ہے۔(جامع ترمذی: 257)

درجہ: ''صحیح'' یعنی حدیث ابنِ مسعود رضی اللہ تعالی عنہ صحیح ہے۔

دوسرا رخ

حضرت علقمہ سے روایت ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ پھر آپ اٹھے (نماز شروع کی) پہلی دفعہ رفع الیدین کیا، پھر نہ کیا۔(سنن نسائی: 1027)

درجہ: ''ضعیف'' یعنی حدیث ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضعیف ہے۔

جاہل اسکالر کے اندھے مقلدین سے گزارش ہے کہ بتائیں جامع ترمذی میں درج تحکیم درست ہے یا سنن نسائی میں مذکور تحکیم؟ جہاں کی تحکیم درست ہے اس کے درست ہونے اور دوسری کے غلط ہونے کو دلیل سے واضح کر دیں۔

محمد فیصل کریم بھائی

عقیقہ میں بڑاجانورذبح کرنے کاثبوت

غیر مقلدوں کے طرف سے ہم احناف پر یہ جاہلانہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ بڑے جانور (گائے،اونٹ) وغیرہ کا عقیقہ کرنا کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، چنانچہ

غیر مقلد عالم حافظ زبیر علی زئی صاحب فرماتے ہیں: گائے اونٹ وغیرہ کا عقیقے میں ذبح کرنا ثابت نہیں ہے۔

(الحدیث 52/12)

یہ محض ان کی کم علمی اور احناف سے بغض کی علامت ہے، کیونکہ بڑے جانور کا عقیقہ کرنا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور ہم احناف کا عمل عین حدیث کے مطابق ہے۔

حدیث مع تحقیق ملاحظہ فرمایئے

حدثنا يوسف، قال: ثنا أحمد بن يحيى، قال: ثنا مسلم، قال: ثنا حريث بن السائب، قال: سمعت الحسن يحدث، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مولود مرتهن بعقيقته، يعق عنه يوم سابعه من الإبل، والبقر، والغنم۔

(طبقات المحدثین 3/86، تاریخ أصبھان 119/1)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نو مولود بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے گروی رکھا ہوتا ہے اس کی طرف سے ساتویں دن اونٹ گائے اور بکرے کا عقیقہ کیا جائے۔

راویوں کی مختصر تحقیق ملاحظہ فرمائیں

1) عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیانؒ: علامہ ذہبی فرماتے ہیں: الامام، الحافظ، الصادق

(سیر اعلام النبلاء 276/16)

2) یوسف بن محمد: حسن الحدیث ہیں....(تفصیل آگے آرہی ہے)

3) احمد بن یحییٰؒ: حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: العابد ثقۃ

(تقریب: رقم 124)

4)مسلم بن ابراہیمؒ: آپ کتب ستہ کے راوی ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، ثقہ مامون۔
(تقریب رقم:6616)
5)حریث بن السائبؒ: علامہ ذہبی فرماتے ہیں: ثقہ
(الکاشف: رقم 982)
6)حسن بصریؒ: حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ثقة
(تقریب: رقم 1227)
7)حضرت انس رضی اللہ عنہ: صحابی رسولؐ
اعتراض:- کیا یوسف بن محمد مجہول راوی ہے؟
جواب:- یوسف بن محمد پر مجہول کا اعتراض بالکل باطل ہے، کیوں کہ ایک تو یوسف بن محمد سے ثقہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے اور دوسرا امام ابن عراقی اور امام ابن ملقن نے انکی روایت کی تحسین کی ہے۔
یوسف بن محمد سے بے شمار ثقہ راویوں نے روایتیں نقل کی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔
1)مشہور ثقہ امام، امام طبرانی۔
(دیکھئے المعجم الصغیر الطبرانی رقم 1148)
2)عبداللہ بن محمد بن جعفر۔
(طبقات المحدثین باصبهان والواردین علیها 2/411، 3/,85,100,250، 267، تاریخ اصبهان 2/180، 267)
3)عبداللہ بن محمد بن الحجاج۔(تاریخ اصبهان 2/326)
4)عبداللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران (أبو نعيم الأصبهاني)
(تاریخ الاصبهان 2/326، 1859)
5)محمد بن أحمد بن إبراهيم بن سليمان بن محمد بن سليمان بن عبداللہ
(تاریخ الاصبهان 1/221)
6)أبو بكر محمد بن إبراهيم بن علي بن عاصم بن زاذان الأصبهاني الخازن، المشهور بابن المقرئ۔
(المعجم لابن المقرئ 1/412، رقم 1344)

علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں کہ ابو شیخ الاصبھانیؒ نے تو اکثر روایت نقل کی ہیں۔

(تاریخ الاسلام 168/7)

اس روایت کی تحسین کرنے والے محدثین

ابن الملقنؒ فرماتے ہیں کہ ابوالشیخ نے اس کو جید سند کے ساتھ نقل کیا ہے، لہذا فرماتے ہیں:

قلت وروى أبو الشيخ في كتابه بإسناد جيد من حديث الحسن عن أنس أنه - عليه السلام قال: "كل غلام مرتهن بعقيقته، تعق عنه يوم سابعه، من الإبل والبقر والغنم"

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح 276/26)

ابن عراقیؒ فرماتے ہیں کہ ابوالشیخ نے حسن سند سے نقل کیا ہے، لہذا فرماتے ہیں:

وَأَبُو الشَّيْخِ بْنُ حَيَّانَ فِي الْأَضَاحِيِّ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «مَنْ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ فَلْيَعُقَّ عَنْهُ مِنْ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ»

(طرح التثریب فی شرح التقریب 209/5)

خود غیر مقلد حافظ زبیر علی زئی فرماتے ہیں اگر کوئی محدث کسی حدیث کو" صحیح""سندہ صحیح""حسن"سندہ حسن"وغیرہ کہہ دے تو یہ اس کی طرف سے اس حدیث کے راوی کی توثیق ہوتی ہے، الا یہ کہ کسی خاص راوی کے بارے میں اس کی جرح ثابت ہو جائے۔ مختصر یہ کی حدیث کی تصحیح و تحسین اس کے راویوں کی توثیق ہوتی ہے۔

(حاشیہ اختصار علوم الحدیث، ص62)

نیز فرماتے ہیں:

اگر کوئی محدث کسی حدیث کو (مطلقاً) صحیح کہا ہے تو یہ اس کی طرف سے اس حدیث کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔

(نور الحدیث ص60،61)

غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی فرماتے ہیں: کسی راوی کی سند کی تصحیح و تحسین اس سند کے راویوں کی توثیق ہوتی ہے، جیسا کہ کئی محدثین نے صراحت کی ہے۔

(انوار البدر ص535تا537)

توضیح: معلوم ہوا یوسف بن محمد سے ثقہ کی ایک جماعت نے روایتیں نقل کی ہیں، اور امام ابن عراقی اور امام ابن ملقن کی ان کی روایت کردہ حدیث کی تحسین کی ہے۔اس لئے یوسف بن محمد کی حدیث پر عمل ہو گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والجمهور على أجزاء الإبل والبقر أيضاً"

جمہور اس کے قائل ہیں کہ عقیقہ میں اونٹ اور گائے بھی جائز ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

وأبي الشيخ عن أنس رفعه يعق عنه من الإبل والبقر والغنم الخ۔

ابوالشیخ نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوع روایت کی تخریج کی ہے کہ بچے کی طرف سے اونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ کیا جائے گا۔(فتح الباری 593/9)

نوٹ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃاللہ علیہ نے اس پر سکوت کیا ہے جو خود غیر مقلدین کے نزدیک اسکے کم سے کم حسن ہونے کی دلیل ہے۔

چناچہ غیر مقلد کفایت اللہ سنابلی صاحب فرماتے ہیں؛ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں یہ صراحت کردی ہے کہ وہ فتح الباری میں جس روایت پر سکوت اختیار کرتے ہیں، وہ ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہوتی ہے۔

(انوار البدر ص_229)

اس کے علاوہ اس روایت کی تائید حضرت انس رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی ہوتا ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ، ثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، ثنا قَتَادَةُ، «أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيهِ الْجَزُورَ۔

(المعجم الکبیر الطبرانی:685)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ اپنے بچوں کا عقیقہ اونٹ ذبح کر کے کرتے تھے۔

اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

راویوں کی مکمل توثیق ملاحظہ کریں

1)امام طبرانیؒ: بالاتفاق ثقہ ہیں

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: الحافظ الثبت

(لسان المیزان: رقم 3580)

2)ابو مسلمؒ: ابراھیم بن عبداللہ بن مسلم بن ماعز بن المھاجرؒ

امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں: صدوق ثقة

(تاریخ بغداد: رقم 3151)

3) **مسلم بن ابراہیمؒ:-** آپ کتب ستہ کے راوی ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

مسلم ابن إبراهيم الأزدي الفراهيدي بالفاء أبو عمرو البصري ثقة مأمون

ثقہ مامون ہیں۔

(تقریب: رقم 6616)

4) ھشام بن أبي عبداللہ الدستوائي

آپ کتب سته کے راوی ہیں ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں : ثقه ثبت

(تقریب: رقم 7299)

5) قتادۃ بن دعامہؒ:- **آپ بھی کتب ستہ کے راوی ہیں۔**

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

قتادة ابن دعامة ابن قتادة السدوسي أبو الخطاب البصري ثقة ثبت

(تقریب: رقم 5518)

اعتراض

اس کی سند میں ایک اعتراض یہ کیا جاسکتا ہے کہ اس میں قتادہؒ راوی، جو مدلس ہیں، لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب

مشہور ثقہ ثبت حجت امام الجرح والتعدیل امام ابو بکر البردیجی فرماتے ہیں:

(أحاديث) شعبة، عن قتادة، عن أنس عن النبي .كلها صحاح، وكذلك سعيد بن أبي عروبة، وهشام الدستوائي، إذا اتفق هؤلاء الثلاثة على الحديث فهو صحيح۔

(شرح علل الترمذی 2/697)

امام شعبہؒ کی عن قتادة عن انس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم کی طریق سے تمام احادیث صحیح ہے، اسی طرح سعید بن ابی عروبہؒ اور ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ کی بھی عن قتادة عن انس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم کی طریق سے تمام احادیث صحیح ہیں۔ جب یہ تینوں کسی ایک حدیث پر جمع ہو جائے، تو وہ حدیث بھی صحیح ہو گی۔

ایک اور جگہ امام ابو بکر البردیجی نے ارشاد فرمایا کہ:

وقال البرديجي: شعبة وهشام الدستوائي وسعيد بن أبي عروبة، عن قتادة عن أنس صحيح۔

شعبہؒ،ہشامؒ،سعیدؒ کی عن قتادہ عن انس کی طریق سے حدیث صحیح ہو گی۔

(شرح علل الترمذی 695/2 دیکھئے الاجماع شمارہ-20ص-19)

نیز ان کی متابع میں حسن بصریؒ بھی موجود ہیں۔(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 24755)

اجماع بھی اسی بات پر ہے ۔

لہذا حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں:

وَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ فِي الْعَقِيقَةِ إِلَّا مَا يَجُوزُ فِي الضَّحَايَا مِنَ الْأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ إِلَّا مَنْ شَذَّ مِمَّنْ لَا يُعَدُّ خِلَافًا۔(الاستذكار 15/ 383)

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ عقیقہ میں انہیں آٹھ قسموں کے جانوروں کو ذبح کرنا جائز ہے جن کی قربانی جائز ہے البتہ کچھ لوگوں کی رائے الگ ہے جن کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہں ہوتا۔

نیز امام ابن القطان الفاسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اجمع العلماء انہ لا یجوز فیھا الا ما یجوز فی الضحایا من الثانیہ الازواج

(الاقناع فی مسائل الاجماع لابن القطان 306/1)

ترجمہ: علماء کا اجماع ہے کہ عقیقہ میں وہی آٹھ جانور جائز ہیں جو قربانی میں جائز ہیں۔

مذاہب اربعہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اونٹ اور گائے سے عقیقہ درست ہے۔

يُجْزِئُ فِي الْعَقِيقَةِ الْجِنْسُ الَّذِي يُجْزِئُ فِي الأُضْحِيَّةِ، وَهُوَ الأَنْعَامُ مِنْ إِبِلٍ وَبَقَرٍ وَغَنَمٍ، وَلاَ يُجْزِئُ غَيْرُهَا، وَهَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْحَنَفِيَّةِ، وَالشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ، وَهُوَ أَرْجَحُ الْقَوْلَيْنِ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ۔

ترجمہ: جس جنس کے جانور قربانی میں کافی ہیں وہ عقیقے میں بھی کفایت کر جائیں گے اور وہ چوپائے ہیں، یعنی اونٹ، گائے اور بکری، اس کے علاوہ کوئی جانور کافی نہیں ہے۔ یہ احناف، شافعیہ اور حنابلہ کا متفق علیہ مذہب ہے اور مالکیہ کے نزدیک دو قولوں میں سے ارجح یہی ہے۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ 279/30)(تفصیل کے لئے فتاوی بینات 582/4تا587، کتاب الذبائح والاضحیۃ یا آپ کے مسائل اوران کا حل (جدید نسخہ)484/5تا487)

دار العلوم دیوبند اور علمائے دیوبند کا تعارف
غیر مقلدین کی زبانی

دار العلوم دیوبند کی بنیاد

پروفیسر مبارک غیر مقلد لکھتے ہیں:

"۱۵/ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء میں دار العلوم دیوبند قائم ہوا"۔

(حیات الشیخ میاں نذیر حسین محدث دہلوی صفحہ ۸۰، ناشر اہل حدیث ٹرسٹ کراچی)

دار العلوم دیوبند کے بانی

قاضی محمد اسلم سیف غیر مقلد لکھتے ہیں: مولانا محمد قاسم نانوتوی نے قصبہ دیوبند ضلع سہارن پور میں مدرسہ قاسمیہ کی بنیاد رکھی جو بعد میں دار العلوم دیوبند کے نام سے مشہور ہوا۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۳۰۴)

دار العلوم دیوبند کی طرف سفر

مولانا فضل کریم عاصم غیر مقلد لکھتے ہیں: آگرہ کے بعد برصغیر کی مشہور ترین درس گاہ دار العلوم دیوبند دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ اگرچہ یہ اہلِ حدیث کی درس گاہ نہ تھی لیکن علمی شہرت کے اعتبار سے اس کو نہ دیکھنا بھی سفرِ بھارت کے منافی تھا، علی اصبح مرکزی دفتر کے قریب ہی ایک ہوٹل پہ ناشتہ کیا اور ٹیکسی کے ذریعہ مرکز سے بسوں کے اڈہ پر آیا۔ دیوبند جانے والی بسوں کا اڈہ مرکز سے کوئی ڈیڑھ میل دُور تھا۔ یہاں ایک مرکز کا ساتھی بھی راہنمائی کے لیے آیا تھوڑی دیر اڈہ پر انتظار کے بعد بس اپنی منزل مقصود کی جانب چل پڑی۔ راستے میں بہت چھوٹے چھوٹے شہر اور قصبے آئے جو میری دل چسپی کا سبب نہ تھے البتہ کافی دیر چلنے کے بعد بس ایک جگہ رکی اور مسافر چائے پینے لگے۔

وہاں ایک بورڈ دیکھا جس پر لکھا تھا نانوتہ تو ذہن میں مولانا قاسم نانوتوی صاحب کا مقام اور شخصیت گھومنے لگی مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا جو اس علاقہ کے متعلق معلومات فراہم کر سکے آخر یہ سوچ کر دل کو تسلی دی کہ دیوبند میں چل کر تفصیلی معلومات حاصل کر لیں گے۔ تھوڑی دیر بعد بس چل پڑی اور راستہ میں تھانہ بھون بھی آیا اور اس وقت حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی شخصیت ذہن میں گھومنے لگی مگر یہاں بھی وہی بات آڑے آئی کہ ان بزرگوں کو جاننے والا کوئی نہیں کیوں کہ زیادہ تر میرے

ہم سفر ہندو تھے۔ ان کو مسلمانوں کے بزرگوں اور علماء سے کیا تعلق۔ کچھ دیر چلنے کے بعد ایک چھوٹی رابطہ سڑک آئی جو مین روڈ کو چھوڑ کر شمال کی طرف مڑ گئی۔ اس سڑک پر اندازاً آدھ گھنٹہ چلنے کے بعد قصبہ دیوبند آ گیا۔ یہ اب ایک چھوٹا سا شہر ہے، قصبہ نہیں رہا۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ اس شہر میں آباد ہیں مگر یہ شہرت یافتہ درس گاہ دیوبند کی وجہ سے مشہور ہے۔ آخر لاری اڈہ سے بذریعہ تانگہ دارالعلوم تک گیا اور وہاں پہنچ کر میں نے بتایا کہ میں ایک مسافر ہوں، دارالعلوم دیوبند کو دیکھنے آیا ہوں۔ **(تحریک اہل حدیث کے علمی مراکز کا مطالعاتی سفر صفحہ ۳۱۲،۳۱۱، نعمانی کتب خانہ لاہور)**

عاصم صاحب آگے لکھتے ہیں: مجھ سے پوچھا گیا کہ تم کہاں سے آئے ہو، میں نے کہا کہ پاکستان میرپور آزاد کشمیر سے، تو پھر ایک آدمی کو کہا گیا کہ ان کو مہمان خانہ میں پہنچا دو۔ چنانچہ اس نے میرا سوٹ کیس اٹھایا اور مجھے مہمان خانہ میں لے آیا۔

ایک کمرہ میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ کمرہ کافی اچھا تھا لیکن دیوبند جیسی بڑی اور مشہور درس گاہ کے اعتبار سے تیسرے درجہ کے مسافروں کے لیے معلوم ہوتا تھا اور عام قسم کے بیڈ اور کمرہ جس میں ٹائلٹ اور باتھ روم بھی ساتھ نہیں تھے۔ ایسی ضرورت کے لیے کمرہ سے باہر جانا پڑتا تھا۔ آرام سے بیٹھ گیا کوئی پندرہ بیس منٹ کے بعد ایک کلرک نما نوجوان آیا اور اس نے کہا کہ آپ اپنا پاسپورٹ دیں کیونکہ جو مہمان کسی دوسرے ملک سے آئے، ہم اس کا پاس پورٹ درج کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے ان کو اپنا برٹش پاسپورٹ تھما دیا کیوں کہ میں برٹش پاسپورٹ پر بھارت کا سفر کر رہا تھا۔ وہ شخص پاسپورٹ لے کر چلا گیا اور کافی دیر کے بعد واپس آیا اور واپس آکر کہا کہ آپ کی رہائش کا یہ کمرہ نہیں، آپ میرے ساتھ آئیں آپ کا دوسرا کمرہ ہے۔ میرا سامان اٹھا کر وہ دوسرے کمرے میں لے گیا جو چند گز کے فاصلہ پر تھا۔ یہ کمرہ پہلے کمرے سے بہت ہی اچھا اور خوب صورت تھا، ونڈوز پر خوب صورت پردے تھے، بیڈ بہت ہی اچھا تھا، میٹرس اور ایک طرف دو کرسیاں اور ایک چھوٹا میز بھی تھا اور ٹائلٹ و باتھ اٹیچ تھے۔ باتھ روم صاف ستھرا اور کشادہ تھا اور اس میں غسل کے لیے ہر چیز تولیہ، صابن اور تیل وغیرہ موجود تھے۔ **(تحریک اہل حدیث کے علمی مراکز کا مطالعاتی سفر صفحہ ۳۱۲، نعمانی کتب خانہ لاہور)**

عاصم آگے لکھتے ہیں: میرا قیام دیوبند میں تین دن رہا جس دن پہنچا وہ دن تو آرام کیا۔ اگلے دن دارالعلوم کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ دارالعلوم کی مسجد زیادہ بڑی نہیں ہے۔ درس گاہ کی مناسبت سے چھوٹی سی مسجد کی مشرقی دیوار کے ساتھ وہ بوڑھا انار کا درخت موجود ہے جس کے نیچے بیٹھ کر بانی دارالعلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے پڑھانا شروع کیا تھا۔

(تحریک اہل حدیث کے علمی مراکز کا مطالعاتی سفر صفحہ ۳۱۳ نعمانی کتب خانہ لاہور)

عاصم آگے لکھتے ہیں: اب دارالعلوم کے سینکڑوں چھوٹے بڑے تدریسی اور رہائشی کمرے ہیں اور دارالعلوم کا اپنا بجلی پیدا کرنے

والا جزیٹر ہے۔ ہمارے دوسرے پسماندہ ملکوں کی طرح بھارت میں بھی رات کے وقت اکثر بجلی بند ہو جاتی ہے اور اس وقت جزیٹر چلا دیا جاتا ہے تاکہ طلباء کے مطالعہ کا حرج نہ ہو اور تعدادِ طلباء ایک ہزار سے تجاوز تھی۔ درس گاہ سے جنوب کی جانب باہر نکلیں تو وہاں دیوبند کے بزرگوں میں سے غالباً پانچ کے قریب قبریں ہیں۔ بہر حال جتنا نام ہے اس کے مطابق کام تو ٹھیک ہو رہا ہے۔ **(تحریک اہلِ حدیث کے علمی مراکز کا مطالعاتی سفر صفحہ ۳۱۴ نعمانی کتب خانہ لاہور)**

عاصم آگے لکھتے ہیں:

وہاں میں چوں کہ پاکستانی لباس میں تھا۔ دو پاکستانی طلباء نے وطنی اخوت کے جذبہ سے مجھے سے ملاقات کی اور انہوں نے بتایا کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ **(تحریک اہلِ حدیث کے علمی مراکز کا مطالعاتی سفر صفحہ ۳۱۴، نعمانی کتب خانہ لاہور)**

عاصم آگے لکھتے ہیں:

آج میں نے دیوبند کے تین روزہ قیام کے بعد علی گڑھ کا سفر کیا کیوں کہ علی گڑھ یونیورسٹی نے بھی امت مسلمہ کے لیے نمایاں کام کیا ہے۔ **(تحریک اہل حدیث کے علمی مراکز کا مطالعاتی سفر صفحہ ۳۱۵، نعمانی کتب خانہ لاہور)**

عاصم آگے لکھتے ہیں:

دیوبند میں میں نے کوئی طالب علم داڑھی کٹا نہیں دیکھا مگر لکھنو میں اکثر طلباء داڑھی کٹواتے تھے اور اس پر گرفت بھی نہیں ہوتی تھی۔ **(تحریک اہل حدیث کے علمی مراکز کا مطالعاتی سفر صفحہ ۳۱۲،۳۱۱، نعمانی کتب خانہ لاہور)**

دار العلوم دیوبند کی خدمات

ابو یحیٰ امام خان نوشہروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

مدرسہ عالیہ دیوبند جس کی شان آج ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام میں ممتاز ہے اور جس میں ان دنوں حدیث کا تذکرہ گویا ''گفته آید در حدیث'' دیگراں ہو رہا ہے، اس کے بانی جناب مولانا محمد قاسم صاحب، شاہ عبد الغنی صاحب (خلف حضرت حجتہ اللہ) سے حدیث پڑھی، اور اندازہ کر لیجئے کہ دیوبند کا سلسلہ تحدیث ایک طرف کشمیر کی پُر فضا وادیوں میں پھیل رہا ہے تو دوسری طرف ساحلِ سمندر کے دوش پر ڈابھیل (سورت) میں ان دونوں سمتوں کے درمیانی حصہ میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی مجلسیں قائم ہوں گی۔

سلسلہ تحدیث دیوبند کے ثمرات کتب احادیث کی اُن شروح کی صورت میں بھی نمایاں ہوئے جو بعنوان ''العرف الشذی علی جامع الترمذی (از مولانا السیّد انور شاہؒ) وبذل المجهود في شرح ابی المعبود''۔

(از مولانا خلیل احمد سہارن پوری)و رفع الملهم(از مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی)شائع ہوئیں،ان ثلاثیات کے سواد یو بند کالٹریچر حدیث اور بھی تو ہے اور یہ تمام فیضان جناب حجتہ اللہ شاہ ولی اللہ صاحب ہی کی ذات سے پہنچا۔

(تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ ۳۶، مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی)

تنبیہ

صحیح نام ’’بذل المجهود في شرح ابی داؤد‘‘.....’’ فتح الملهم ‘‘ ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

دار العلوم دیو بند اور اس کے فیض یافتگان کی علمی و دینی خدمات بر صغیر پاک و ہند کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے اور ان دوائر میں اپنے مخصوص فقہی نقطہ نظر کے مطابق انہوں نے جو کام کئے ہیں، اختلاف کے باوجود ان سے مجال انکار نہیں۔

(تحریک جہاد، جماعت اہلِ حدیث اور علمائے احناف صفحہ:۵)

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

دار العلوم دیو بند نے ہر دور میں بڑے قیمتی لعل و گوہر انسان پیدا کئے۔ جن کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات سے ایک دنیا پُر نور رہی، جہاں گئے اپنے اخلاص اور پُر جوش عمل سے چھا گئے۔

(مطبوعات القاسم اکیڈمی صفحہ نمبر ۲۴۹)

دیوبندی کی تعریف

مولانا ثناء اللہ غیر مقلد لکھتے ہیں:

دیو بندی حنفی کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ جو شخص مسائل فقہیہ میں امام ابو حنیفہ کا پیرو ہو، کتب فقہ کے علاوہ کسی قسم کے رسم و رواج کو داخل نہ سمجھے اور بریلوی حنفی کی تعریف میں مجموعہ رسوم (مولود وغیرہ) بھی داخل ہو گا۔

(مظالم روپڑی صفحہ ۵۶ مشمولہ رسائل اہل حدیث، جلد اول)

دیوبندیوں کے عقائد قرآن وحدیث سے ثابت ہیں

مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی غیر مقلد فرماتے ہیں: جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک جب تک کوئی شخص پورا کلمہ توحید الشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله نہ پڑھے گا وہ مسلمان نہیں، کیوں کہ اسلام میں جہاں اقرار توحید الٰہی ضروری ہے وہاں اقرارِ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضروری اور لازمی امر ہے اور جیسے وجودِ باری کا ماننا ضروری ہے۔

ویسے ہی اس کی جملہ صفات ثبوتیہ وسلبیہ کا اقرار بھی لابدی امر ہے اور اس کی جملہ صفات کمالیہ مخصوصہ میں کوئی مخلوق اس کی سہیم وشریک نہیں۔ چاہے وہ مخلوق نبی ہو یا ولی یا دیوی ہو یا پری اور اُس کی ذات ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر ہے۔ تاہم اس کا علم ہر جگہ ہے۔

وہ سب کو دیکھتا ہے اور سب کی سنتا ہے۔ یہاں تک کی چیونٹی کے پیر کی آہٹ بھی سنتا ہے۔ اس کی قدرت وسطوت ہر چیز پر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اور جو چاہے گا سو کرے گا اور جو چاہا سو کیا۔ عبادت وبندگی اُسی ذاتِ واحد کے لیے ہے۔

جو شخص خدائی صفات مخصوصہ کو کسی نبی، ولی یا دیو پری میں خیال کرے گا وہ ہمارے نزدیک مشرک ہے۔

ہم تمام صفاتِ خدائے تعالی کو جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں بلا کیف وبلا تشبیہ وبلا تاویل و تعطیل تسلیم کرتے ہیں اور ان پر ایمان واعتقاد رکھتے ہیں جیسے سمع وبصر دید وقدم وضحک وتعجب وغیرہ۔ اور قریب قریب یہی اعتقاد دیوبندی حضرات کا ہے۔ (خاتمہ اختلاف صفحہ ۱۳)

نیز ان مذکورہ عقائد کے بارے میں لکھتے ہیں: واقعہ یہ کہ اہل حدیث کے جملہ عقائد وہی ہیں جو بطریق محدثین صحیح سند وقوی دلیل قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ [خاتمہ اختلاف: ۱۱۵]

پس جب کھنڈیلوی کے بقول اہل حدیث کے جملہ عقائد قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرات علمائے دیوبند کے عقائد بھی یہی ہیں تو معلوم ہوا کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک علمائے دیوبند کے عقائد بھی قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ [المھند الدیوبندی: ۵۵]

مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں: عقائد میں اہل حدیث دیوبند کے قریب ہوتے ہوئے بھی صرف اس لیے دور ہیں کہ وہ حنفی نہیں کہلاتے۔ تقلید نہیں کرتے۔ (مقالات اثری ۱/۵۸)

اثری صاحب بھی مان گئے ہیں کہ اہل حدیث اور دیوبندی عقائد میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ اہل حدیث کے عقائد قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں تو دیوبندیوں کے عقائد کو بھی قرآن و حدیث سے ماخوذ ماننا پڑے گا۔

مولانا عبدالقادر حصاروی غیر مقلد لکھتے ہیں: دیوبندی حنفی انبیاء کرام اور سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر تو مانتے ہیں۔ (فتاوی حصارویہ: ۱/۱۶۰)

دیوبندی ''اہل توحید'' ہیں

ناظم تبلیغ اہلِ حدیث پنجاب محمد عبداللہ ثانی غیر مقلد بریلویوں کے ایک جلسہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جلسے کا نام عرس امام اعظم رکھا مگر حملہ سارا اہل توحید (جماعت اہل حدیث اور دیوبندیوں) پر تھا۔

(وجہ تالیف شمع توحید مشمولہ رسائل ثنائیہ صفحہ ۲۰۷)

ثانی صاحب نے صراحتاً دیوبندیوں کو ''اہل توحید'' لکھا ہے۔ غیر مقلدین کے کسی ''مرتب صاحب'' نے ایک بریلوی کے بارے میں لکھا: آپ کی ترقی کا نمونہ آپ کی ایک تحریر ہے جس میں اپنے خیال کے منفی اور اپنے مخالف رائے اہل توحید (اہل حدیث اور دیوبندی) میں مناکحت جائز نہیں سمجھتے۔ (رسائل ثنائیہ صفحہ ۷۴۳)

اس عبارت میں بھی دیوبندیوں کو اہل توحید تسلیم کیا گیا، قوسین میں ''دیوبندی'' کا لفظ بھی رسائلِ ثنائیہ کا ہے۔ غیر مقلدین کی کتاب فتوحات اہل حدیث میں لکھا ہے: ''محمد عمر [بریلوی، (ناقل)] بار بار یہ کہتا کہ تم تو غیر مقلد اہلحدیث اور دیوبندی مقلد ہیں تم کن کی طرف سے مناظرہ کروگے۔

حافظ [عبدالقادر روپڑی، (ناقل)] صاحب نے فرمایا میں آپ کے ساتھ اس وقت اہل توحید کی طرف سے مناظرہ کروں گا مذکور مسئلہ میں ہمارا اور ان کا عقیدہ ایک ہی ہے مشرکوں اور بدعتیوں کو میدان سے بھگانے اور شرک و بدعت کو مٹانے کے لیے ہمارا محاذ ایک ہی ہوتا ہے''۔ (فتوحات اہل حدیث صفحہ ۱۸۳)

روپڑی صاحب نے بھی دیو بندیوں کو اہل توحید قرار دیا ہے۔

مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی وفات پر جو تعزیتی خط لکھا اس میں یہ مضمون بھی ہے کہ: حضرت کے انتقال کا صدمہ آپ کا، اہل خانہ کا اور احباب و متوسلین نصرۃ العلوم کا ہی نہیں بلکہ تمام اہل توحید کا صدمہ ہے۔ (ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ اشاعت خاص صفحہ ۸۰۳)

اثری صاحب دیوبندیوں کے بزرگ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی وفات کو تمام اہل توحید کا صدمہ کہہ رہے ہیں لہذا یہ دلیل ہے کہ ''دیوبندی'' اہل توحید ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں: شاہ ولی اللہ صاحب کے شاگردوں کا نام بوجہ تردید رسومِ شرکیہ وہابی رکھا گیا۔ آگے چل کر شاہ ولی اللہ کا سلسلہ دو شاخوں میں منقسم ہوا۔ ایک شاخ حضرت میاں صاحب مولانا سید نذیر حسین مرحوم کی بنی۔ اور دوسری مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری کی۔

مولانا سید نذیر حسین صاحب کے شاگردوں کی شاخ تو اہل حدیث کہلائے اور مولانا احمد علی صاحب کی شاخ میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیان مدرسہ دیوبند ہوئے۔ چوں کہ ان دونوں شاخوں کا مخرج ایک ہی تھا یعنی چشمہ شاہ ولی اللہ صاحب۔ اس لئے سوائے مسئلہ تقلید کے تردید رسومِ شرکیہ میں دونوں شاخیں ایک دوسرے کے موافق اور مؤید ہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ۱/۴۱۵)

امرتسری صاحب نے دیوبندیوں کو نہ صرف شرک سے پاک کہا بلکہ انہیں شرک کی تردید کرنے والا کہا ہے۔ نیز انہوں نے دیوبندیوں کو اہل السنت والجماعت بھی تسلیم کیا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اور امرتسری صاحب کی گواہی میں نسبتاً زیادہ وزن ہے اس لیے انہوں نے علمائے دیوبند کو قریب سے دیکھا ہے بلکہ وہ دارالعلوم دیوبند میں پڑھتے رہے ہیں۔

قاضی محمد اسلم سیف غیر مقلد لکھتے ہیں: راشدیوں کی یہ گدی دو توحید پرستوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس گدی کے اہل حدیث جانشین مرحوم سید محب اللہ شاہ راشدی تھے۔ دوسری گدی کے حصہ پر ہمارے دیوبندی بزرگ براجمان ہیں۔

(مجلہ بحر العلوم اشاعت خاص، بیاد بدیع الدین راشدی صفحہ ۶۰۹)

سیف صاحب نے بھی '' دیوبندیوں '' کو اہل توحید تسلیم کیا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی غیر مقلد کے بارے میں لکھتے ہیں: ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ شرک وبدعت اور الحاد و تجدد کے مقابلے میں اہل حدیث اور اہل دیوبند (اہل توحید) کو زیادہ سے زیادہ اتحاد اور اشتراک عمل کا اہتمام کرنا چاہیے۔ (الاعتصام لاہور: اشاعت خاص، بیاد عطاء اللہ حنیف صفحہ ۴۸۷)

یوسف صاحب نے دیوبندیوں کو قوسین میں اہل توحید'' لکھا ہے۔ غیر مقلدین کے فتاوی میں لکھا ہے: ہمارے سادہ لوح اہل حدیث کو دیوبند کے موحد اور مساہل حضرات میں امتیاز کرنا چاہیے۔ (فتاوی علمائے حدیث ۵/۴۲۱)

آل غیر مقلدیت کے مفتی نے اپنی ذہنی تسکین کی خاطر اگرچہ بعض دیوبندیوں کو متسائل قرار دیا مگر اس کے باوجود ایک گروہ کو اہل توحید تسلیم کیا ہے۔

سید احمد شہید کی تحریک جہاد کے بارے میں مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

اس تحریک کی بنیاد چوں کہ توحید و سنت پر تھی، اس لیے سید احمد شہید کے عساکر میں دیوبندی مکتب خیال کے آدمی شامل تھے دیوبندی سے میری مراد مدرسہ دیوبند نہیں، بلکہ وہ مکتب خیال ہے جس کی اشاعت کے لیے مدرسہ دیوبند کی تاسیس عمل میں آئی، یعنی کتاب وسنت کو حضرت امام ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ کے نقطہ نظر سے سمجھنا اور اس انداز فکر کو نظر و فکر کی اساس قرار

دیناجو فقہ العراق کی تاسیس کے وقت حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اُن کے ارشد تلامذہ کے پیشِ نظر تھا، یعنی صحیح حنفی مسلک جو جو بدعات عملی اور اعتقادی کی آمیزش سے پاک اور صاف ہو۔ اس لیے دیوبندی سے مراد وہی لوگ ہیں جو فہم میں فقہائے عراق رحمہم اللہ کے مسلک کے پابند ہوں اور بدعات اور ان کے مبادی سے انہیں نفرت ہو۔

(مقالات وفتاویٰ: ۲۳۷)

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے: ''دیوبندی حضرات تو توحید وغیرہ کے قائل ہیں۔ اُن کے پیچھے نماز کا کوئی حرج نہیں''۔

(مولانا محمد عبداللہ دیرووالوی صفحہ ۵۱۳)

غیر مقلدین کے رسائل میں علمائے دیوبند کے متعلق لکھا ہے: ''وہ توحید میں ہمارے ساتھ ہیں۔ مجھے ان بزرگوں کی دل شکنی کا بہت پاس ہے''۔ (مجموعہ رسائل حکیم محمود سلفی صفحہ ۹۳، ناشر: انجمن اہلِ حدیث گوجرانوالہ)

غیر مقلدین کے رسائل میں علمائے دیوبند کے متعلق لکھا ہے:

یہ لوگ مشرک نہیں۔ (مجموعہ رسائل حکیم محمود سلفی صفحہ ۷۱، ناشر: انجمن اہلِ حدیث گوجرانوالہ)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

چند افراد اَب بھی احباب دیوبند میں ایسے موجود ہیں جن کے دل میں توحید کے لیے ایک سوز اور تڑپ پائی جاتی ہے۔ ان کا انداز بھی کاروباری نہیں۔ مجھے احباب دیوبند سے حسن ظن ہے ان میں دین کی خدمت اور توحید کا جذبہ کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔

(فتاوی سلفیہ صفحہ ۲۶)

پروفیسر طالب الرحمن غیر مقلد لکھتے ہیں:

دیوبندی حضرات کے بارے میں عام اہلِ حدیث اور اکثر علماء کا بھی یہ نظریہ ہے کہ یہ لوگ موحد ہیں جیسا کہ حکیم محمود صاحب دیوبندیوں کے خلاف ''علمائے دیوبند کا ماضی تاریخ کے آئینے میں'' نامی کتاب لکھتے ہوئے وہ اپنا اور دیوبندیوں کا ناطہ ان الفاظ میں جوڑتے ہیں ''آج ہم اور دیوبندی ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں''۔

اور الحمد للہ عقائد میں بھی کوئی ایسا بعد نہیں رہا بلکہ ہمارا اور اس مسلک کا مستقبل بھی دونوں کے اتحاد پر موقوف ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: ''اہل توحید کے ناطے سے ایک تعلق موجود ہے اور اختلاف کے باوجود وہ باقی ہے اور رہے گا۔ (دیوبندیت صفحہ ۷، ناشر ادارہ مطبوعاتِ سلفیہ راولپنڈی)

طالب الرحمن صاحب کی اس عبارت کے مطابق عام اہلِ حدیث اور اکثر علماء نے دیوبندیوں کو موحد/توحیدی تسلیم کیا ہے۔

علمائے دیوبند کے خلاف "تکفیری مہم" مذموم حرکت ہے

قاضی محمد اسلم سیف غیر مقلد لکھتے ہیں: "راست باز فکر ولی اللہی سے تعلق رکھنے والے دیوبندی علماء کے خلاف تکفیر بازی کا فائر کھول دیا اور اس سلسلہ میں بعض نامی گرامی علماء کرام کے عزیزوں کو آلہ کار بنا کر علماء ربانی فضلائے حق کو تختہ مشق بنانے کی مذموم حرکت فرمائی"۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۲۹۵)

علمائے دیوبند کے عقائد کو غلط قرار دینے والے کا حکم

قاضی محمد اسلم سیف غیر مقلد لکھتے ہیں: مولانا احمد رضا خان بریلوی بانی فرقہ بریلویہ نے "حسام الحرمین" میں دیوبندیوں اور اہلِ حدیثوں کی طرف منسوب کر کے جن غلط مسائل کے بارے میں فتوی طلب کیا تھا۔

دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے محقق علماء نے دہلی میں جمع ہو کر منسوب کردہ غلط مسائل کا ایک ایک کر کے رد کیا، پھر مکہ و مدینہ کے علماء کے پاس بھیجا اور انہیں تحریراً مطلع کیا کہ یہ مسائل ہماری طرف غلط منسوب کئے گئے ہیں، ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

چنانچہ حرمین کے علمائے کرام اور شیوخ نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کو شیطان بصورت انسان قرار دیا، اور دھوکے باز اور فریبی گردانا۔ جب کہ علمائے دیوبند کے عقائد کو اہل السنت والجماعت کے عقائد قرار دیا اور سوال و جواب کی صورت میں "المهند علی المفند" کے نام سے شائع کیا۔

اس لیے کہ "حسام الحرمین" کا معنی مکہ و مدینہ کی تلوار ہے۔ اور اس کا معنی فریب کار پر ہندی تلوار ہے کیوں کہ عربوں میں ہندی تلوار سب سے عمدہ سمجھی جاتی تھی۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۳۰۹، مکتبہ قدوسیہ لاہور)

دیوبندی اہل السنت والجماعت ہیں

حافظ عبداللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں: احناف دیوبندی اہل السنت میں شامل ہیں۔ (فتاوی اہل حدیث ۱/۶)

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں: دیوبندی گروہ علم فقہ اور اس کے لوازم کے علاوہ علم حدیث و تفسیر میں شغل رکھتا ہے اس لیے انہوں نے حنفی مذہب کو جو رسوم ملکی سے آلودہ ہو رہا تھا رسوم شرکیہ بدعیہ سے نتھار کر خالص حنفی مذہب کی شکل میں دکھانے کی کوشش کی یعنی دیوبندی چونکہ حنفی مقلد ہیں اس لیے وہ مذہب حنفی وہی پیش کرتے ہیں جو مذہب فقہ حنفی میں ملتا ہے نہ (کہ) وہ جس میں رسوم ملکی اور آبائی داخل کی گئی ہیں۔ (تحریک وہابیت پر ایک نظر صفحہ ۳)

مذکورہ عبارت فتاوی علمائے حدیث ۱۰/۱۲ پر بھی درج ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں: اہل سنت میں بھی کئی فرقے ہیں حنفیوں کے دو گروہ ہیں اور تیسرے اہل حدیث ہیں شیعوں کے مقابلے میں ان سب کو اہلسنت والجماعت کہا جاتا ہے کیونکہ یہ سب سنت کی حجیت اور صحابہ کی عظمت اور ان کے منہاج کے قائل ہیں (الاعتصام لاہورہ ۲ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ صفحہ ۱۲)

یوسف صاحب نے حنفیوں کے جن دو گروہوں کو "اہل السنت والجماعت" کہا ہے ان میں ایک گروہ دیوبندی علماء ہیں۔

جناب علیم ناصری غیر مقلد لکھتے ہیں: کچھ ارکان تو دیوبندی اور بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں جن کو اہلسنت کا نمائندہ سمجھا سکتا ہے (الاعتصام لاہور، ۲۵ رجب، ۱۴۱۲ھ صفحہ ۳)

ناصری صاحب نے دیوبندیوں کو اہل السنت کا نمائندہ قرار دیا ہے۔

جناب احمد شاکر غیر مقلد نے لکھا: اہل سنت کے بعض علماء وزعماء نے سپاہ صحابہ کے نام سے ایک انجمن کی داغ بیل ڈالی دی۔

(الاعتصام لاہورے صفر، ۱۴۱۳ھ صفحہ ۴)

سب لوگ جانتے ہیں کہ مذکورہ انجمن کی داغ بیل ڈالنے والے حضرت مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی تھے جو کہ سب دیوبندی ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں: برصغیر پاک وہند میں "اہل سنت" کا اطلاق تین مکاتب فکر پر ہوتا ہے: دیوبندی مکتب فکر، بریلوی مکتب فکر اور اہل حدیث مکتب فکر۔ (عرض مؤلف اہل سنت اور محرم الحرام صفحہ ۷)

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر غیر مقلد لکھتے ہیں: اہل السنت میں اہل الحدیث، دیوبندی اور بریلوی تین بڑے مسالک ہیں۔

(صالح اور مصلح صفحہ ۳۷۸)

غیر مقلدین کے رسائل میں لکھا ہے:

"دیوبندی: ہم سب اہلِ سنت ہیں۔ دیوبندی کوئی مذہب نہیں۔ دیوبند تو ہندوستان کے ایک گاؤں کا نام ہے"۔

(مجموعہ رسائل حکیم محمود سلفی صفحہ ۱۴۵، ناشر: انجمن اہل حدیث گوجرانوالہ)

قاضی محمد اسلم سیف غیر مقلد نے علمائے حرمین کے متعلق لکھا کہ انہوں نے: علمائے دیوبند کے عقائد کو اہل السنت والجماعت کے عقائد قرار دیا۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۳۰۹)

دیوبندی کتاب وسنت والے ہیں

مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کہتے ہیں: مذاہب اربعہ ان مجموعہ مسائل کا نام ہے جو کتاب اللہ وحدیث رسول واجماع وقیاس سے ماخوذ ہیں۔(تاریخ اہلِ حدیث: ۲۰۳/اڈاکٹر بہاؤالدین)

بٹالوی صاحب کا شمار ''اہلِ حدیث کے اعیان وارکان'' میں ہے۔(علمی مقالات: ۴/۱۰)

ابوالقاسم محمد حسین حافظ آبادی غیر مقلد نے فقہ حنفی پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

پس یہ مذہب مجموعہ کتاب اللہ، احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آثارِ سلفیہ وقیاساتِ اکابر مجتہدین ہوا، جو یکے بعد دیگرے منقح ہوتا ہوا حنفی مذہب کے نام سے موسوم ہوا۔ پس تمسک بالحدیث جیسا کہ سابقاً ظاہر ہو چکا ہے اس مذہب میں سلف صالحین کے طریقہ پر ہے۔(اشاعۃ السنۃ ۲۲/۲۸۰)

اوپر کی دونوں عبارتوں سے ثابت ہے کہ حنفی مقلدین کتاب وسنت والے ہیں اور غیر مقلدین کو یہ بھی اعتراف ہے کہ علمائے دیو بند خالص حنفی ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے ان شاء اللہ ۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں: دیوبندی سے میری مراد مدرسہ دیوبند نہیں، بلکہ وہ مکتب خیال ہے جس کی اشاعت کے لیے مدرسہ دیوبند کی تاسیس عمل میں آئی، یعنی کتاب وسنت کو حضرت امام ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ کے نقطہ نظر سے سمجھنا۔(مقالات وفتاوی صفحہ ۲۳۷)

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں: دیوبند کے نزدیک ادلہ شرعیہ چار ہیں:

۱: قرآن مجید ۲: احادیث (صحیحہ مرفوعہ (۳: اجماعِ امت (اجماع مجتہدین) ۴: اجتہاد۔(علمی مقالات: ۶/۴۶۲)

دیوبندی خالص حنفی ہیں

مولانا عبدالرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دیوبندی جو عقائد وفروعات میں حسب سابق امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں''۔(آئینہ پرویزیت صفحہ ۶۱۴)

دیوبندیوں کے اخلاق

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں: حضرات دیوبند پہلی دو بیماریوں سے قریباً محفوظ ہیں۔ گالیاں نہیں دیتے، جھوٹ نہیں بولتے۔(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۷)

علمی مقام

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں: دیوبندی گروہ علم فقہ اور اس کے لوازم کے علاوہ علم حدیث و تفسیر میں شغل رکھتا ہے۔(تحریک وہابیہ پر ایک نظر صفحہ ۳)

قاضی محمد اسلم سیف غیر مقلد لکھتے ہیں: "دوسرا بڑا گروہ علماء دیوبند کا ہے جو علمی طور پر واقعی اپنی مضبوط پوزیشن کے حامل ہیں"۔(تحریک اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۵۲۵، مکتبہ قدوسیہ لاہور)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں: علماء دیوبند کو ان کی علمی خدمات نے اتنا ہی اونچا کر دیا ہے جتنا مناظرات نے ہم کو نیچا دکھایا اور ذہنی طور پر جماعت کو قلاش کر دیا۔(نتائج التقلید صفحہ :ق)

سلفی صاحب مزید لکھتے ہیں: مولانا احمد رضا خان جب اس قسم کے مسائل پر لکھتے ہیں تو استدلال کی بجائے مخالف پر طعن و تشنیع اور الزامات سے حملہ آور ہوتے ہیں۔ وہ مثبت طریق پر بہت کم لکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ علم و نظر کے حلقوں میں ان بزرگوں کے ارشادات کو چنداں اہمیت نہیں دی جاتی۔ حضرات علمائے دیوبند کا مقام اس سے بالکل مختلف ہے۔ ان میں محقق اہلِ نظر ہیں۔ دلائل پر ان کی نظر ہے۔ اپنے مسلک کی حمایت میں ان کا مدار جذبات پر نہیں ہوتا۔(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۹)

غیر مقلدین کے رسائل میں "علمائے دیوبند" کے متعلق لکھا ہے: اس فرقے میں بڑے بڑے جید عالم گزرے ہیں۔
(مجموعہ رسائل حکیم محمود سلفی صفحہ ۷۱، ناشر: انجمن اہل حدیث گوجرانوالہ)

باطل کی تردید میں علمائے دیوبند کی کاوشیں

مولانا عبد القادر حصاروی غیر مقلد لکھتے ہیں: یہ شعر اِن [بریلویوں، (ناقل)] کا مشہور ہے:

"وہی جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر..... اتر پڑا مدینہ میں مصطفٰی ہو کر" مختلف مناظروں میں جب اہلِ حدیث اور دیوبندیوں نے دلائل کے تھپیڑے مارے تو اب یہ گروہ کہتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی ذات سے پیدا ہو کر نور نہیں ویسے جسمانی نور ہیں۔(فتاوی حصارویہ: ۱/۱۵۰)

علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی غیر مقلد (مدرس جامعہ ستاریہ) "دیوبندی احباب سے گزارش" لکھتے ہیں: میں نے اپنے سابقہ مضمون "کنزالایمان ایک اہل حدیث کی نظر میں" میں جہاں کنزالایمان کے محاسن بیان کئے تھے، وہاں آپ حضرات پر بھی

کافی سب و شتم کیا تھا، جس کی واحد وجہ میرا سابقہ مسلک، میرا سابقہ نظریہ اور میری سابقہ فکر تھا گرنہ فروعی اختلافات کے باوجود آپ حضرات میرے نزدیک دیگر مسالک کے مقابلے میں ہم اہل حدیثوں سے قریب تر ہیں۔
(کنزالایمان ایک اہل حدیث کی نظر میں صفحہ ۶)

سعید صاحب آگے لکھتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ احمد رضا خان کی کنزالایمان اور مولوی نعیم الدین کی خزائن العرفان کا جس قدر بھی علمی محاسبہ ہوا ہے وہ تمام کا تمام دیوبندی حضرات ہی کی جانب سے ہوا ہے اور میں نے بھی کافی حد تک اسی علمی محاسبہ سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اس مضمون کو مرتب کیا ہے۔

کنزالایمان پر دیار عرب میں جو پابندی لگائی گئی ہے۔ اس میں علمائے اہل حدیث کی کاوشوں کے ساتھ آپ حضرات کی کاوشیں بھی شامل ہیں۔ اسی طرح وطنِ عزیز میں بھی ہماری آواز میں آپ کی آواز بھی شامل ہے اور ہم لوگ ہم آواز ہو کر لوگوں کو یہاں کنزالایمان کی حقیقتوں سے باخبر کر رہے ہیں۔

میرے دوستو! اس وقت وطن عزیز میں صرف ہم اور آپ ہی ہیں جو لوگوں کو اللہ کی توحید وحدانیت کا درس دے رہے ہیں اور مسلمانان پاکستان کی اصلاح میں شبانہ روز مشغول ہیں جب کہ دیگر جماعتیں اس ملک میں غیر اسلامی نظام کے نفاذ کی جدو جہد کر رہی ہیں گو کہ وہ اپنے زعم میں خود کو اسلامی جماعتیں گردانتے ہیں لہذا اس امر کی نہایت اشد ضرورت ہے کہ ہم باہمی اتفاق کے ذریعے مشرکوں، بریلویوں، شیعوں، مرزائیوں، مودودیوں، نیچریوں، اور ملحدوں کے ناپاک ارادوں اور خبیث عزائم کو ناکام بنادیں۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں آپ کے اس تحمل سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

جس کا مظاہرہ آپ نے میرے رسوائے زمانہ مضمون کی اشاعت کے بعد کیا ہے، وگرنہ آپ حضرات جوابی طور پر اس کا رد لکھ سکتے تھے اور آپ جواباً جماعت اہل حدیث پر تبرأ بھی کر سکتے تھے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا جس پر میں آپ کا ممنون ہوں۔

میرے دوستو! گو کہ اس کتابچہ سے قبل کنزالایمان کے رد میں آپ کی نظروں سے مولانا اخلاق قاسمی، مولانا اقبال نعمانی اور دیگر علماء کی تصنیف گزر چکی ہیں جو کہ آپ کی جماعت کے جید علماء ہیں ان کی تصانیف کے مقابلے میں میری یہ تحریر نہ تو بہت جامع ہے اور نہ ہی بہت بڑی ہے میں آپ حضرات سے پرزور اپیل کروں گا کہ جہاں جہاں میرے پچھلے مضمون کا زہر پھیلا ہے وہاں وہاں آپ بھی اس تریاق کو [یہ تریاق دیوبند کی کتابوں سے لیا ہے (رب نواز)] پہنچانے میں میرا اور جماعتِ اہل حدیث کا ساتھ دیں کہ ردرضاخانیت میں ہم جدا جدا نہیں بلکہ ایک ہیں۔ (کنزالایمان ایک اہل حدیث کی نظر میں صفحہ ۶،۷)

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے دیوبند کا کردار

”بریلوی خطیب محمد شفیع اکاڑوی نے اعتراض کیا کہ علمائے دیوبند کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے بارے میں عقیدہ واضح نہیں“۔

مولانا محمود احمد میرپوری غیر مقلد نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: علماء کی اس جماعت پر ختم نبوت کا منکر ہونے کا الزام لگایا، جن کی پیشانیاں ختم نبوت کے تحفظ کے لیے دی جانے والی قربانیوں سے منور ہیں، اور جن کے قائدین نے تحریک ختم نبوت میں وہ عظیم کارہائے نمایاں انجام دیے جو تاریخ کا ایک مستقل باب بن چکے ہیں، اور جنہیں اوکاڑوی صاحب جیسا پیشہ ور واعظ ہرگز نہیں مٹا سکتا۔ (تلخ وشیریں صفحہ ۲۱ ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ)

تلخ وشیریں کتاب کا حوالہ بندہ نے علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات صفحہ ۱۷۲ سے نقل کیا ہے۔

حمید اللہ خان عزیز غیر مقلد اپنے مضمون ”مسئلہ ختم نبوت اور تواترامت“ میں لکھتے ہیں: دیگر مکاتب فکر کے علماء میں حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ، مولانا اشرف علی تھانوی، اور بعض متعدد اہل علم و دانش کے نام آتے ہیں جن کی خدمات تحریک ختم نبوت کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب میں موجود ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ (مجلہ تفہیم الاسلام نومبر ۲۰۱۷ صفحہ ۶)

جنگ آزادی میں علمائے دیوبند کا مجاہدانہ کردار

مولانا غلام رسول غیر مقلد اپنی کتاب ”۱۸۵۷ء“ میں لکھتے ہیں:

”۱۸۵۷ء میں ملک کے اندر جگہ جگہ آزادی کی جدوجہد کی گئی اگرچہ دہلی یا دوسرے مقامات کے بعض بزرگوں نے ۱۸۵۷ء کی تحریک کو درست ماننے سے انکار کر دیا تھا، تاہم ان میں سے بعض نہایت بلند پایہ افراد اس میں شریک رہے، مثلاً بزرگانِ دیوبند“۔ (۱۸۵۷ء صفحہ ۳۵۵)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد نے برصغیر میں آزادی کے لیے اُٹھنے والی تحریکوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: رہے حضرات دیوبند سو وہ ملک کی ملی جلی تحریکات میں کام کرتے رہے۔“ (تحریک آزادی فکر صفحہ ۱۵۲)

سلفی صاحب نے مزید لکھا: علماء دیوبند انگریز کے خلاف دینی جنگ میں شریک رہے ہیں۔ (مقالاتِ حدیث صفحہ ۳۱۰)

حکیم محمد جاوید غیر مقلد ”داستانِ حریت“ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: مدرسہ دیوبند ہندوستانی عوام کو انگریزوں نے سیاسی حقوق دینے کا وعدہ کیا تو علمائے کرام نے دینی تعلیم دینے کے علاوہ انگریز کو سیاسی میدان میں بھی مات دینے کا فیصلہ کر لیا، مگر اس میں سیاسی بصیرت رکھنے والے مضبوط کردار اور صحیح العقیدہ علماء کی اشد ضرورت تھی تاکہ پورے ملک میں مسلمانوں کا

سیاسی شعور بیدار کیا جاسکے۔اس وقت ملک میں کچھ مدارس تھے مگر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے ان کو تہہ و بالا کر دیا تھا۔ ملک کی اشد ضرورت کے پیش نظر اور علماء کی تازہ کھیپ تیار کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم دیوبند کی بنیاد صرف اللہ کے توکل پر رکھی ، کیوں کہ مدارس مالی پریشانیوں کی وجہ سے اکثر فیل ہو جاتے ہیں، اور یہ مدرسہ تو اس وقت قائم کیا جا رہا تھا کہ پورا برطانیہ اس کا شدید ترین مخالف تھا، اس مدرسہ کی اساس قائم کرتے وقت جس خلوص سے اللہ کریم کی اعانت طلب کی گئی، اللہ کریم نے اتنی ہی اس میں برکت عطاء فرمائی۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس مدرسہ کے تربیت یافتہ شاگردانِ اول نے ہندوستان کی جدوجہد میں ایک تاریخ ساز رول ادا کیا، اس مدرسہ کے خلاف انگریز نے ہر قسم کی پابندیاں لگائیں۔ مدرسہ دیوبند سے منسلک اکابرین امت نے انگریز کا یہ چیلنج قبول کیا، اور آج بھی اسی مدرسہ کے روحانی سپوت انگریز کی معنوی اولاد کے لیے چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۳/جولائی ۱۹۸۴، صفحہ ۶)

مذکورہ بالا عنوان ''جنگ آزادی میں علمائے دیوبند کا مجاہدانہ کردار'' کے تحت حوالہ جات بندہ نے حافظ ظہور احمد الحسینی دام ظلہ کی کتاب ''علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات'' سے لی ہیں۔

متفرقات

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں: اکابر دیوبند بے شک قابل احترام ہیں۔ (مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵)

سلفی صاحب اپنے اک مضمون کی بابت لکھتے ہیں: بعض حلقوں نے اسے سخت ناپسند فرمایا اور اسے حضرات اکابر دیوبند کی بے ادبی پر محمول فرمایا اعاذني الله عن ذلک۔ (مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۲)

سلفی صاحب مزید لکھتے ہیں: عوام میں اہل توحید کے متعلق مغالطہ پیدا کیا گیا ہے کہ یہ لوگ نہ تصوف سے آشنا ہیں، نہ کرامات کے قائل ہیں، نہ اہل توحید میں کوئی ولی اللہ ہوا ہے۔ اور بعینہ یہ خیال یہ لوگ [بریلوی (ناقل)] حضرات اکابر دیوبند کے متعلق رکھتے ہیں۔ یہ سب تعصب کی کارفرمائی ہے۔ (فتاوی سلفیہ صفحہ ۲۳)

غیر مقلدین کے رسائل میں لکھا ہے: ''میرے دل میں دیوبندی علماء کا بے حد احترام ہے۔ (مجموعہ رسائل حکیم محمود سلفی صفحہ ۹۳، ناشر: انجمن اہلِ حدیث گوجرانوالہ)

بندہ نے اپنے اس مضمون میں عموماً دیوبندی جماعت کی مدح سرائی میں حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ علمائے دیوبند میں سے الگ الگ عالم کی تعریف پر مشتمل عبارات اپنی مستقل کتاب ''غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراج تحسین'' میں نقل کر دی ہیں۔

محمد حسن

صحابہ کرام کی محبت دین کا حصہ ہے، ایمان کی نشانی ہے اور اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے

عالم اسلام کے نامور ثقه محدث شیخ الاسلام امام ابو جعفر طحاوی رحمة الله علیه
صحابہ کرام سے متعلق اہل اسلام کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:
وَنُحِبُّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ۔وَلَا نُفَرِّطُ فِي حُبِّ أَحَدٍ مِنْهُمْ (٣) وَلَا نَتَبَرَّأُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ (٤) وَنُبْغِضُ مَنْ يُبْغِضُهُمْ وَبِغَيْرِ الْخَيْرِ يَذْكُرُهُمْ وَلَا نَذْكُرُهُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ وَحُبُّهُمْ دِينٌ وَإِيمَانٌ وَإِحْسَانٌ وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَنِفَاقٌ وطغيان۔

ترجمہ:

ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں۔ہم نہ تو ان میں سے کسی کی محبت میں حد سے تجاوز کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے اعلان براءت کرتے ہیں۔ لیکن جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے یا برائی سے ان کا ذکر کرتا ہے
ہم اس شخص سے بغض رکھتے ہیں۔

اور ہم تو صحابہ کرام کا تذکرہ خیر و بھلائی کے ساتھ ہی کرتے ہیں۔ صحابہ کی محبت دین ہے ایمان ہے اور احسان ہے اور ان سے بغض و نفرت کرنا کفر و نفاق اور سرکشی ہے۔(عقیدہ طحاویہ)

صحابہ کرام سے محبت رکھنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

نہ تو کسی صحابی کی محبت میں غلو کرنا چاہیے اور نہ ہی کسی سے اعلانِ برأت کرنا چاہیے۔ہر مومن کو چاہیے کہ صحابہ کرام سے نفرت کرنے والوں سے کسی طرح کا محبت کا تعلق نہ رکھیں۔

صحابہ کرام کا ذکر ہمیشہ اچھے الفاظ سے ہی کرنا چاہیے۔

یاد رکھیں کہ صحابہ کرام کی محبت دینداری بھی ہے اور ایمان کا حصہ بھی ہے۔ نیز اللہ کے قرب کا ذریعہ بھی ہے
اور صحابہ کرام سے دشمنی انسان کو سرکش بنا کر کفر و نفاق تک پہنچا دیتی ہے۔

ثانی اثنین

ہجرت کا ساتھی یارِ غار

خلیفہ بلا فصل سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ویسے تو بے شمار فضائل ہیں لیکن آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو سب سے بڑی سعادت یہ ملی کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو ہجرت کے عظیم الشان سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی جس کی بناپر قرآن کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو"إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ"کہا۔چودہ سو سال سے امت مسلمہ کا یہی نظریہ ہے کہ ہجرت کی شب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ تھے چونکہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی کی بہت بڑی فضیلت تھی،اسلئے چند روافض کو یہ بات ہضم نہ ہوئی اس لیے انہوں نے یارِ غار کا انکار کر دیا۔ہم شیعہ کی معتبر کتب سے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ ہو تعالیٰ عنہ کا صاحبِ غار ہونا ثابت کرتے ہیں تاکہ انصاف پسند شیعہ کی تسلی ہو سکے۔ملاحظہ فرمائیں!

ا۔علی بن ابراہیم قمی(المتوفٰی:۳۲۹ھ)اپنی کتاب تفسیر قمی میں لکھتے ہیں:

وہ کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے اپنے بعض لوگوں سے اور اس کی سند کو پہنچایا ابو عبد اللہ تک وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو آپ ﷺ نے کہا فلاں آدمی سے میں جعفر کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں اور سمندر میں کھڑے ہیں اور میں انصار کو دیکھ رہا ہو وہ حفاظت کر رہے ہیں تو فلاں نے کہا! یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اُنکو دیکھ رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے کہا"جی ہاں"تو فلاں نے کہا! مجھے بھی دکھایئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ بھی ان کو دیکھنے لگے اور کہا کہ میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں تو رسول ﷺ نے کہا کہ"بے شک تو صدیق ہے"۔

"قوله (الا تنصر وه فقد نصره الله إذا خرجه الذين كفروا ثاني اثنين إذهما في الغار إذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا) فإنه حدثني أبي عن بعض رجاله رفعه إلى أبي عبد الله قال لما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم و آله في الغار قال لفلان كاني انظر إلى سفينة جعفر في أصحابه يقوم في البحر وانظر إلى الأنصار محتسبين في أفنيتهم فقال فلان

وتراهم يارسولالله قال نعم قال فارنيهم فمسح على عينيه فرآهم (فقال في نفسه الآن صدقت انك ساحر ط) فقال له رسول الله أنت الصديق"۔ (ج ۱، ص: ۲۹۰)

۲۔ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (المتوفٰی 460ھ) اپنی کتاب التبیان فی تفسیر القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی مدد کی جس وقت کفار نے اس کو مکہ سے نکالا ''ثانی اثنین''اور یہ منصوب ہے حال ہونے کی وجہ سے یعنی رسول اور اس کے ساتھ ایک دوسرا بھی تھا اور وہ ابو بکر ہے جو غار میں بھی نبی کے ساتھ تھا جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھی یعنی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا غم نہ کر خوف نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے اور وہ ہماری مدد کرے گا"۔

"فقد نصره الله " أي قد فعل الله به النصر حين اخرجه الكفار من مكة"ثاني اثنين"وهو نصب على الحال اي هو ومعه آخر، وهو أبو بكر في وقت كونهما في الغار من حيث" قال لصاحبه"يعنى أبا بكر "لا تحزن" اي لا تخف. ولا تجزع" ان الله معنا " أي ينصرنا (التبيان الطوسي ج : ۵، ص : ۲۲۱)

''معلوم ہوا کہ اللہ کی مدد جیسے رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے تو ساتھ میں ان کے صاحب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی''۔

شیخ ابو علی فضل بن حسن الطبرسی (المتوفٰی ۵۴۸ھ) اپنی کتاب تفسیر جوامع الجامع میں لکھتے ہیں:

إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا جب رسول کو نکالا کافروں نے۔اس آیت میں نکالنے کی نسبت کفارِ مکہ کی طرف ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ محمد میں فرمایامن قریتک التی اخر جتک کتنی ایسی بستیاں تھیں جو آپ کی بستی سے زیادہ طاقتور تھے جن لوگوں نے آپ کو نکالا ہے یعنی جب کفار نے آپ ﷺ کو نکالنے کا پکا ارادہ کر لیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دے دیا پس گویا نکالنے والے کافر ہی تھے۔ثانی اثنین یعنی دو میں سے ایک جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ثالث ثلاثه یعنی تین میں سے ایک اور وہ دونوں یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ثانی اثنین یہ منصوب حال ہونے کی وجہ سے۔اذ هما یہ بدل ہے اذاخر جه سے اور اذ يقول یہ بدل ثانی ہے،اور غار یہ پہاڑ میں ایک بڑے سوراخ کو کہتے ہیں اور مراد یہاں غارِ ثور ہے جو مکہ کے دائیں جانب ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔لا تحزن خوف نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہمارے حال کو بھی جانتا ہے وہ ہماری حفاظت بھی کرے گا اور ہماری مدد بھی اور جب وہ دونوں غار میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دو کبوتریوں کو بھیج دیا انہوں نے وہاں انڈے دیے اور مکڑی نے وہاں جالا بنادیا اور کہا رسول اللہ ﷺ نے اے اللہ ان کی آنکھوں کو اندھا کر دے پس وہ غار کے آس پاس پھرتے رہے لیکن کچھ دیکھ نہ سکے"۔

"إذ أخرجه الذين كفروا) أسند الإخراج إلى الكفار كما في قوله:(من قريتك التي أخر جتك) (2)، لأنهم حين هموا بإخراجه أذن الله له في الخروج عنهم، فكأنهم أخرجوه (ثاني اثنين)

أحد اثنين كقوله(ثالث ثلاثه) (3)، وهما رسول الله (صلى الله عليه وسلم) و أبو بكر، و انتصابه على في الحال،و(إذهما) بدل من (إذ أخرجه)،و(إذ يقول) بدل ثان،و(الغار): الثقب العظيم في الجبل،وهو هاهنا غار ثور، جبل في يمنى مكة على مسيرة ساعة (لا تحزن) أي: لا تخف (إن الله معنا) مطلع علينا وعالم بحالنا يحفظنا وينصرنا.ولما دخلا الغاربعث الله حمامتين فباضتا فى اسفلهوالعنكبوت فنسجت عليه،وقال رسول الله(صلى الله عليه وسلم) :"اللهم أعم أبصارهم"، فجعلو ايترددون حول الغار ولا يفطنون، أخذ الله بأبصارهم عنه" (ج: ٢، ص: ۶۵)

۴۔ تفسیر صافی کے مصنف المحسن بن مرتضی الفیض الکاشانی (المتوفی ۱۰۹۱ھ) لکھتے ہیں:

"إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ" اگر تم اس کی مدد نہ کرو تو بلاشبہ اللہ نے اس کی مدد کی، جب اسے ان لوگوں نے نکال دیا جنہوں نے کفر کیا، جب کہ وہ دو میں دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے (یعنی اس کے ساتھ صرف ایک بندہ تھا جب وہ دونوں غار میں تھے یعنی غارِ ثور اور وہ پہاڑ مکہ مکرمہ کے دائیں جانب منزل کے فاصلے پر) جب وہ اپنے ساتھی سے رہا تھا اور (وہ ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے) غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

إلا تنصر وه فقد نصره الله:إن تركتم نصر ته فسينصره الله كما نصره. إذ أخرجه الذين كفروا ثاني اثنين : لم يكن معه إلا رجل واحد. إذهما في الغار غار ثور، وهو جبل في يمنى مكة على مسيرة ساعة. وهو أبوبكر لا تحزن : لا تخف۔ إن الله معنا بالعصمة والمعونة"

۔(ج:۲،ص:۳۴۴)

۵۔ الشیخ ناصر مکارم الشیرازی اپنی کتاب الامثل فی کتاب اللہ المنزل میں لکھتے ہیں:

"الثانی اثنین" اور یہ تعبیر اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ہجرت کے مشکل اور شاق سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ایک بندہ تھا اور وہ ابو بکر تھا اور غار میں بھی ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نبی کے ساتھ تھا إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ یعنی غار ثور میں "ثم تقول : كان ذلك في حال هو ثاني اثنين وهذا التعبير إشارة إلى أنه لم يكن معه في هذا السفر الشاق إلا رجل واحد، وهو أبو بكر إذهما في الغار أي غار ثور"۔(ج:۶،ص:۵۷)

دردِ دل

معلوم ہوا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ وہ وفادار ساتھی ہے جو ہر مشکل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ دوستو! ہم نے آپ کی معتبر کتب سے اور تفاسیر سے حضرت ابو بکر کا صحابی ہونا اور یارِ غار ہونا اور مشکل سفر میں حضور ﷺ کا وفادار ہونا دکھایا اب

فیصلہ آپ پر ہے کہ اپنی کتابوں پر یقین کرتے ہوئے ابو بکر صدیق سے محبت کرتے ہو یا جاہل ذاکروں کے جھوٹے قصیدے، دوہڑے، مرثیہ سے متاثر ہو کر نفرت کرتے ہو۔

اطاعت رسول ﷺ میں برہنہ پا دوڑنے والا

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک زمین الاٹ دی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ وہ مجھے یہ زمین دے سکیں یا اس کی نشاندہی کر سکیں۔ سیدنا وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اپنے پیچھے سوار کر لو، لیکن میں نے کہا: اے معاویہ! آپ بادشاہوں کے پیچھے سوار ہونے والوں (یا ان کے نائب بننے والوں میں سے) نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا: تو پھر مجھے اپنا جوتا دے دو (تاکہ میں زمین کی شدت سے بچ سکوں) میں نے کہا: اونٹنی کے سائے میں چل لو۔ پھر جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اورمیں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور مجھے یہ بات یاد کرا دی، میں نے کہا: اب تو میں یہ پسند کر رہا ہوں کہ کاش آپ کو اپنے سامنے بٹھا لیتا۔

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ (وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله عليه وآله وسلم أَقْطَعَهُ أَرْضًا قَالَ: فَأَرْسَلَ مَعِيَ مُعَاوِيَةَ أَنْ أَعْطِهَا إِيَّاهُ أَوْقَالَ: اَعْلِمْهَا اِيَّاهُ۔ قَالَ: فَقَالَ لِيْ مُعَاوِيَةُ: أَرْدِفْنِيْ خَلْفَکَ، فَقُلْتُ: لَا تَكُوْنُ مِنَ أَرْدَافِ الْمُلُوْكِ، قَالَ: فَقَالَ: أَعْطِنِيْ نَعْلَکَ، فَقُلْتُ: انْتَعِلْ ظِلَّ النَّاقَةِ، قَالَ: فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ مُعَاوِيَةُ أَتَيْتُهُ فَأَقْعَدَنِيْ مَعَهُ عَلَى السَّرِيْرِ فَذَكَّرَنِی الْحَدِيْثَ، فَقَالَ سِمَاكٌ (أَحَدُ الرُّوَاةِ): فَقَالَ: وَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ حَمَلْتُهُ بَيْنَ يَدَيَّ۔
(مسند احمد: ٢٧٧٨١)

یہ حدیث صحیح ہے

غیر مقلدین کے جھوٹ

غیر مقلدین حضرات اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لیے عوام الناس کے سامنے جھوٹ کا کافی سہارا لیتے ہیں۔ تحریر و تقریر میں کذب ان کا وطیرہ ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یہ لوگ غلط بیانیاں خود کرتے ہیں لیکن الزام دوسروں پہ دھرتے رہتے ہیں۔ان کے ایک مصنف گزرے ہیں زبیر علی زئی صاحب۔ان کو بہت شوق تھا لوگوں کے جھوٹ اکٹھا کرنے کا۔ موصوف کتابت اور کمپوزنگ کی غلطیوں کو بھی اور اسی طرح اپنی جہالت کی بناء پر دوسروں کی درست عبارات کو بھی جھوٹ شمار کرتے ہیں۔اس لیے ہم پہلے انہی موصوف کے چہرے سے نقاب اتارتے ہیں۔تاکہ بڑے بڑے ائمہ کو کذاب کہنے والے کی حقیقت سب کے سامنے عیاں ہو جائے۔

زبیر علی زئی غیر مقلد کے جھوٹ

جھوٹ۔1

تحت السرہ والی روایت.......... محدث

زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

یاد رہے کہ عبدالرحمن مذکور کی تحت السرہ والی روایت کو کسی محدث وامام نے صحیح یا حسن نہیں کہالہذاامام نووی کی بات صحیح ہے کہ یہ حدیث بلا اتفاق ضعیف ہے۔

(نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص 12)

نقاب کشائی

امام ضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

..........ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ ثَنَا "عبد الرَّحْمَن بْنُ إِسْحَاقَ" عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلاةِ وَضْعُ الأَكُفِّ عَلَى الأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ۔(كتاب الاحاديث المختارة:77)

زبیر علی زئی نے ایک اثر کے متعلق خود لکھا:

ضیاء المقدسی نے المختارہ میں یہ اثر لا کر اپنے نزدیک اس کا صحیح ہونا ثابت کر دیا ہے۔

(تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ: 23)

امام ضیاءالمقدسی نے تحت السرہ والی روایت کو اپنی کتاب "المختارہ" میں ذکر کیا ہے۔اور کسی روایت کا المختارہ میں ہونا(زبیر علی زئی کے بقول)امام ضیاءالمقدسی کے نزدیک اس کی تصحیح کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت امام مقدسی کے نزدیک صحیح ہے۔

لہذا زبیر علی زئی کا یہ کہنا "کہ عبدالرحمن کی تحت السرہ والی روایت کو کسی امام نے صحیح نہیں کہا"۔ بالکل غلط و باطل ہے۔

جھوٹ۔2

ڈاکٹر شفیق الرحمان غیر مقلد نے لکھا:

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا تم اپنی نماز میں امام کی قرأت کے دوران میں پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے۔ تین بار آپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں ہم ایسا کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو صرف سورۃ فاتحہ دل میں پڑھ لیا کرو۔

اس کی تخریج کرتے ہوئے زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

اور امام بیہقی نے جید قرار دیا ہے۔

(نماز نبوی ص192)

حالانکہ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقلابه عن محمد بن ابی عائشه عن رجل من اصحاب النبی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا: کہا گیا کہ یہ روایت ابو قلابہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ سے بھی نقل کی ہے حالانکہ وہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

وقدقيل عنه ابی قلابه عن انس بن مالک وليس بمحفوظ

(السنن الکبریٰ للبیہقی 166/2)

ناظرین آپ غور فرمایئے کہ حضرت امام بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کو غیر محفوظ قرار دے رہے ہیں جبکہ زبیر علی زئی غیر مقلد دجل و کذب کا مظاہرہ کرتے ہوئے امام بیہقی کی طرف تصحیح منسوب کر رہا ہے۔

جھوٹ۔3

آگے زبیر علی زئی غیر مقلد نے اسی روایت سے متعلق مزید لکھا:

اور ابن حجر نے بھی التلخیص الحبیر 231/1 میں اسے حسن کہا ہے۔

(نماز نبوی 192)

حالانکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقِ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟ " قَالُوا: إنَّا لَنَفْعَلُ, قَالَ: "لَا إلَّا أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" إسْنَادُهُ حَسَنٌ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ طَرِيقِ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَزَعَمَ أَنَّ الطَّرِيقَيْنِ مَحْفُوظَانِ وَخَالَفَهُ الْبَيْهَقِيّ فَقَالَ إنَّ طَرِيقَ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ۔

معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر نے رجل من اصحاب والی روایت کو حسن کہا نہ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کو۔ لیکن غیر مقلد زبیر علی زئی دھوکا دیتے ہوئے حافظ ابن حجر کی تحسین کو حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت کے ساتھ منسوب کر رہا ہے۔

جھوٹ۔4

زبیر علی زئی غیر مقلد نے حدیث جابر بن سمرہؓ کے متعلق لکھا:

خیر القرون میں کسی نے بھی اس حدیث کے ساتھ رفع الیدین (کے مسئلہ) کی ممانعت پر استدلال نہیں کیا ہے۔

(نور العینین 126)

تبصرہ

اگر خیر القرون میں اس حدیث سے کسی نے بھی رفع یدین کے مسئلہ کی ممانعت پر استدلال نہیں کیا تو 194ھ میں پیدا ہونے والے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جزء رفع الیدین میں تردید کس کی کرتے رہے؟۔

جھوٹ۔5

زبیرعلی زئی اپنے قلم سے جھوٹا ثابت

مشہور متعصب زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے:

اوکاڑوی صاحب کا محمد بن الحسن الشیبانی کو فقہاء میں سمجھنا کذبِ محض اور ابطل الاباطیل ہے۔

(اوکاڑوی کا تعاقب ص 52)

دوسرا رخ

علی زئی نے خودلکھا:

محمد بن الحسن بن الفرقد الشیبانی الفقیہ۔(مقالات ج2/341)

جھوٹ۔6

فیصلہ آپ کریں ،سچا کون اورجھوٹا کون ؟مولانا الیاس گھمن یا زبیر علی زئی !

متعصب شخص زبیر علی زئی لکھتا ہے:

الیاس گھمن نے لکھا ہے: جبکہ اہل حدیث اجماع صحابہ اور اجماع کے منکر ہیں۔

(قافلہ ج1ش4ص3)

عرض ہے کہ اہل حدیث علماء کے نزدیک اجماع شرعی حجت ہے لہذا گھمن مذکور نے جھوٹ بولا ہے۔

(تین سو جھوٹ ص74)

دوسری طرف زبیر علی زئی خود لکھتا ہے:

اجماع کے بارے میں بطور فوائد ہندوستان و پاکستان کے بعض علماء کے چند حوالے بھی پیش خدمت ہیں۔تاکہ کوئی جدید اہل حدیث یہ دعویٰ نہ کر سکے کہ زبیر علی زئی نے اجماع کا مسئلہ اپنی طرف سے بنالیا ہے۔

(مقالات5/110)

زبیر علی زئی کے استاد حافظ عبدالمنان نورپوری رقمطراز ہیں:

اجماع صحابہ اور اجماع آئمہ مجتہدین کا دین میں حجت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔

(مکالمات نورپوری)

اس کے علاوہ بھی غیر مقلدین کے انکارِ اجماع پر بے شمار حوالہ جات موجود ہیں۔

جھوٹ۔7

غیرمقلدین کے نزدیک اجتہادکاحکم فیصلہ آپ کے ہاتھ میں

جھوٹ کس نے بولا ہے؟مولانا الیاس گھمن صاحب نے یا زبیر علی زئی کذاب نے۔

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے: اس عبارت میں گھمن مذکور نے دو جھوٹ بولے ہیں۔

دوم: اہل حدیث کے نزدیک اجتہاد واجب نہیں بلکہ جائز ہے۔(تین سو جھوٹ ص74)

دوسری طرف اسی زبیر علی زئی نے خود لکھا ہے: امام محمد فاخر آلہ آبادی فرماتے ہیں: جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔بلکہ اجتہاد واجب ہے۔(مقالات2/553)

جھوٹ۔8

ابن سعد جرح میں منفرد ہیں۔

زبیر علی زئی غیر مقلد، عبید اللہ بن عمرو الرقی پر امام ابن سعد کی جرح" ربما اخطاء "کی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

جمہور کے مقابلے میں ابن سعد رحمہ اللہ علیہ کی منفرد جرح مردود ہے۔(مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص24)

ادھر امام ابن سعد کو مذکورہ جرح میں منفرد لکھ دیا۔ جبکہ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھ چکا ہے: اور اس مرجوح قول پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التہذیب (4327) میں اعتماد کیا ہے۔ جب ابن حجر نے ابن سعد کی جرح پر اعتماد کر لیا تو ابن سعد جرح میں منفرد کیسے رہا؟۔

واقعی زبیرعلی زئی دماغی مریض تھا۔

جھوٹ۔9

زبیر علی زئی غیر مقلد نے (امام محمد رحمہ اللہ کے متعلق) لکھا: اس کی توثیق کسی معتبر محدث سے ثابت نہیں ہے۔

(جزرفع الیدین للبخاری ترجمہ زبیر علی زئی 32 حاشیہ)

جبکہ دوسری طرف زبیر علی زئی خود ہی لکھتا ہے:

حاکم نیشاپوری اور آٹھویں صدی ہجری کے حافظ ہیثمی سے ابن فرقد شیبانی کی توثیق ثابت ہے۔(مقالات 356/2)

جھوٹ۔10

زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

جو شخص اپنی کتاب کے صفحہ 224 پر حجاج بن ارطاۃ کو ضعیف، مدلس، کثیر الخطاء اور متروک الحدیث کہتا ہو اپنی اسی کتاب کے صفحہ 168،167 پر اسی حجاج بن ارطاۃ کی روایت کو پیش کر کے اسے "صحیح حدیث" قرار دیتا ہو علمی دنیا میں اسکا کیا مقام ہو سکتا ہے؟(نور العینین ص49)

غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ: مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب نور الصباح ص168،167 سے حجاج بن ارطاۃ کی روایت کو صحیح حدیث کہنا دکھائیں۔ ورنہ......... **جاری ہے!**

جناب ارشاد الحق اثری غیر مقلد......اپنی تحریرات کے آئینے میں

جناب شیخ ابوالبدر ارشاد الحق اثری صاحب معروف غیر مقلد عالم ہیں، جو غیر مقلدین کے ایک مشہور اشاعتی ادارہ ''ادارہ علوم اثریہ''، منٹگمری بازار فیصل آباد کے اہم ترین رکن ہیں۔ موصوف اپنے حلقے میں ''محقق العصر''، محدث العصر، ''استاذ الاساتذہ'' وغیرہ کے القابات سے یاد کیے جاتے ہیں۔ جناب توضیح الکلام فی وجوب القرأت خلف الامام [صفحات ۱۰۳۲ طبع جون ۲۰۰۵]

مولانا سر فراز صفدر اپنی تصنیفات کے آئینے میں　　احادیث ہدایہ فنی و تحقیقی حیثیت　　امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ

احادیث ہدایہ فنی و تحقیقی حیثیت　　تنقیح الکلام فی تائید توضیح الکلام　　اعلاء السنن فی المیزن

وغیرہ کتب کے مصنّف ہیں۔ حضرت صاحب نے اپنی کتب میں حدیث اور محدثین کے نام پر غیر مقلدیت کا خوب خوب پر چار کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آئمہ اہل سنت احناف خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ، نامور محدث وفقیہ امام ابو جعفر الطحاوی اور دیگر فقہاء واکابرین احناف کے متعلق بدگمانیاں پھیلانے اور غلط فہمیاں پیدا کرنے میں دیگر غیر مقلدین سے چار قدم آگے نکل کر سرگرمی دکھائی ہے۔ نیز مسلک احناف پر کیچڑ اچھالنے، اُن کے مسائل کو غلط رنگ دینے اور اُن میں شبہات پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اپنے تعصب کا مزید ثبوت بہم پہنچانے کے لیے کئی جگہوں پر احناف کو حدیث سے تہی دامن یتیم اور لاتعلق قرار دیا ہے۔ چونکہ موصوف تمام مسائل اپنی مخصوص مسلکی (غیر مقلدانہ) نظر سے دیکھنے کے عادی ہیں اس لیے اکثر اوقات بے اعتدالی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لینے اور دینے کے پیمانے بھی جناب کے ہاں الگ الگ ہیں۔

ایک اصول خود وضع کر کے یا محدثین سے کوئی اصول نقل کر کے مختلف انداز واطوار سے اس کی تشہیر کرتے ہیں اور اپنے مسلک کے دفاع میں اس اصول کو خوب استعمال بھی کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی موقع پر اسی اصول سے اپنے مسلک کے لیے کوئی خطرہ محسوس کریں تو اس اصول کو پاش پاش کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اکثر و بیشتر تلبیس وتدلیس سے کام چلاتے ہیں، بوقت ضرورت اپنے دیگر ہم مسلک حضرات کی طرح غلط بیانی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ایک طرف راوی کو بڑی شد و مد سے مجروح قرار دینا اور بوقت ضرورت چپکے سے اس کی روایت سے استدلال کر جانا حضرت کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ موصوف کی ایک عادت جو اِن کی کتب میں بکثرت دیکھنے میں آئی ہے، وہ یہ ہے کہ مخالف کی بات درست تسلیم کر لینے کے باوجود وقتاً فوقتاً اُس میں شبہات پیدا کرتے جاتے ہیں تا کہ قاری کا ذہن تشویش میں مبتلا رہے اور وہ کسی نتیجہ تک نہ پہنچ سکے۔ رواۃ کی

جرح وتعدیل کے بارے میں بھی مختلف رنگ اختیار کرتے ہیں۔ اگر کسی محدث کا قول اپنی فکر کے موافق دیکھتے ہیں تو اُس کا ذکر لمبے چوڑے القابات سے کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی امام و محدث کی رائے جناب کے نظریہ سے میل نہ کھائے تو اُس کی تردید کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی چند لغزشیں ایسے عجیب انداز سے پیش کرتے ہیں کہ وہ ماہر فن بالکل معمولی حیثیت کا آدمی معلوم ہونے لگتا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی حرکات غیر سدیدہ اثری صاحب کی کتب کی زینت ہیں۔

کئی ایک سے واقفیت تو قارئین کو آئندہ تحریر پڑھ کر ہی حاصل ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ ہم سب سے پہلے جناب ارشاد الحق اثری صاحب کے بارے میں غیر مقلدین کے معتبر حضرات کی آراء پیش کرتے ہیں، تاکہ پتہ چل سکے کہ مسلک غیر مقلدیت میں اُن کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ یہ عبارات پیش کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ کوئی غیر مقلد اثری صاحب کی کسی عبارت سے پریشان ہو کر اُن کو اہل حدیث کی صف سے باہر ہی نہ نکال کھڑا کر دے جیسا کہ آج کل امام اہل حدیث وحید الزمان صاحب کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے۔

(1) غیر مقلدین کے محقق العصر حضرت مولانا محمد عزیز زبیدی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

مولانا ارشاد الحق اثری (کثر اللہ امثالہ) نے احسن الکلام کے جواب میں توضیح الکلام کے نام سے اپنا ایک محدثانہ جائزہ پیش کیا ہے، ہم اسے مقلدین کی طرح "کالقرآن تو نہیں کہہ سکتے، لیکن دیانتدارانہ ہماری یہ رائے ہے کہ یہ علمی جائزہ محدثانہ نقد و نظر کا آئینہ دار ضرور ہے۔ [پیش لفظ توضیح الکلام: ۴۵]

(2) غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ، السیّد، المحدث ''محب اللہ شاہ راشدی لکھتے ہیں:

شیخ سرفراز خان صاحب کی کتاب پر جس سنجیدگی و وقار کا دامن تھامتے ہوئے متین تنقید فرمائی ہے اور جس مہارت و متانت سے ان کے دجل و خداع کی قلعی کھولی ہے اور اس پر عدل و انصاف سے جس وقیع نہج پر کلام فرمایا ہے۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے حصہ میں رکھا ہے۔

(ب) میں یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا دفاع کرتے ہوئے آنجناب نے اس کتاب میں جد و جہد، جانفشانی کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ صرف یہی ان شاء اللہ تعالیٰ آنجناب کی نجات کے لیے کافی ہو گا۔ [تقریظ توضیح الکلام: ۵۰]

(3) غیر مقلدین کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز لکھتے ہیں: ''ہماری جماعت کی محقق اور فاضل شخصیت حضرت مولانا ارشاد الحق اثری نے ''توضیح الکلام'' کے نام سے مذکورہ کتاب کا جواب باصواب لکھ کر گکھڑوی صاحب کے تمام دلائل

کا تار عنکبوت ہونا ثابت کر دکھایا ہے اور ان کی تمام علمی خیانتوں کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اثری صاحب کی یہ کتاب ایک بے مثال علمی تحقیقی دستاویز ہے۔[تقریظ توضیح الکلام ۵۲]

(4) غیر مقلدین کے محقق شہیر، حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے لکھا ہے:

''ہمارے فاضل دوست جناب مولانا ارشاد الحق اثری رفیق ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد جماعت اہل حدیث کے ان چند ممتاز نوجوان علماء میں سے ایک ہیں جن پر پوری جماعت کی بجا طور پر فخر ہے۔ ان کی علمی خدمات جماعت کے لیے مایہ صد افتخار ہیں۔ فاضل موصوف نے علم و تحقیق کے میدان میں جو وقیع کام کیے ہیں۔ ان سے وہ پاک و ہند کے علاوہ عرب میں بھی متعارف ہو چکے ہیں۔[ایضا:۵۴]

مشہور غیر مقلد عالم حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں: پاکستان کے مشہور محقق اور اہل حدیث کے نامور عالم [مقالات: ۲/۱۷۳]

آئندہ اوراق میں احادیث کی تصحیح، رواۃ کی جرح و تعدیل اور فقہی مسائل کی تحقیق و تنقیح مقصود نہیں، بلکہ اثری صاحب کا علمی و تحقیقی مقام و مرتبہ ان کی اپنی تحریرات کی روشنی میں واضح کرنا مطلوب ہے۔

لہذا قارئین کرام اثری صاحب کے طریقہ استدلال، انداز فکر، طرز تحقیق اور سوچ کے زاویوں کو ملاحظہ فرماتے جائیں اور جناب کا پسندیدہ شعر گنگناتے جائیں!

خود غرض شکلیں انہوں نے شاید دیکھی نہیں غالب
گر وہ آئینہ دیکھیں گے تو ہم اُن کو دکھا دیں گے

صحیح بخاری و مسلم کا مقام و مرتبہ: جناب ارشاد الحق اثری صاحب کے ہاں بخاری و مسلم کا مقام و مرتبہ جاننے کے لیے موصوف کی درج ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(الف) صحیحین کے بارے میں تقریباً پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ کتب احادیث میں ان دونوں کا مقام و مرتبہ سب سے بلند ہے اور صحیح بخاری، قرآن پاک کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ خود ان کے مصنّفین نے درج شدہ احادیث کی صحت کا اہتمام فرمایا۔

اُس دور کے اکابر محدثین نے ان کی ہمنوائی فرمائی اور پھر ہر دور میں محدثین اور اہل علم نے ان سے اتفاق کیا۔ اور یہ صرف ان مصنّفین کی عظمت کے باعث ہی نہیں بلکہ ہر دور میں انہیں جانچنے پرکھنے کے اصولوں کی کسوٹی پر انہیں پرکھا گیا، مگر نتیجہ اور فیصلہ وہی ٹھہرا جس کا اظہار ہم نے پہلے کیا ہے۔[احادیث بخاری و مسلم میں پرویزی تشکیک کا علمی محاسبہ: ۸۲]

اثری صاحب کی مذکورہ عبارت سے چار باتیں خاص طور پر معلوم ہوئیں:

(ا) صحیح بخاری و صحیح مسلم میں درج شدہ احادیث امام بخاری و امام مسلم کے نزدیک صحیح ہیں۔ امام بخاری و مسلم کے ہم عصر اکابر محدثین نے ان کی ہمنوائی فرمائی یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں وارد شدہ احادیث کو صحیح قرار دیا۔

ہر دور میں محدثین اور اہل علم نے صحیحین کی احادیث کی صحت پر ان سے اتفاق کیا۔ اہل علم کا یہ اتفاق محض حُسنِ ظن کا نتیجہ نہیں، بلکہ جانچ پرکھ کے اصولوں سے گزر کر یہ احادیث یہاں تک پہنچیں۔

(ب) صحیحین بالخصوص صحیح بخاری کے مصنف امام بخاری کے بارے میں ان کے معاصرین اور متأخرین اس بات پر متفق ہیں کہ انہوں نے صرف صحیح احادیث کا مجموعہ ہی جمع نہیں کیا، بلکہ خداداد فقاہت و درایت کی بنا پر اسے استنباط مسائل کی کتاب بھی بنادیا۔ [پرویزی تشکیک کا علمی محاسبہ: ۹۶]

(ج) پھر اس کے علاوہ یہ بات تو اپنی جگہ مسلم ہے کہ صحیحین کی تمام مسند احادیث صحیح اور انہیں تلقی بالقبول حاصل ہے۔

علامہ البانی نے صحیح مسلم کی بعض روایات پر نقد کیا۔

[مقالات: ۱/۱۶۹]

(د) اس قیل و قال کے علاوہ امام مسلم، امام ابن خزیمہ، ابن الجارود کا اپنی کتابوں میں اس روایت کو ذکر کرنا اس کی صحت کی دلیل ہے۔ [مقالات: ۲/۲۸۲]

امام ابو اسحاق الاسفرائنی فرماتے ہیں: آئمہ فن کا اتفاق ہے کہ صحیحین کی احادیث مقطوع بالصحت ہیں۔

[النکت لابن حجر]

کچھ سطریں آگے چل کر لکھتے ہیں:

''شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا کلام منہاج السنّۃ (۴/۵۹-۵۸) میں قابل دید ہے''۔

ان حضرات کے علاوہ ابو حامد الاسفرائنی، قاضی عبدالوہاب، ابویعلی ابن الفراء، ابوالخطاب محفوظ بن احمد ، ابن الزغوانی کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ بخاری و مسلم کی مسند روایات مقطوع بالصحت ہیں۔

بلکہ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ: تمام اہل حدیث اور عموماً سلف کا یہی خیال ہے۔

[(احادیث ہدایہ فنی و تحقیقی حیثیت: ۷۹)(اختصار علوم الحدیث: ۳۸ توجیہ النظر: ۱۲۷)]

(ھ)امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی کتاب کا اصل الاصول تو صحیح حدیث کو بنایا۔ فقہائے کرام کا اختلاف اور اس حوالے سے احادیث کا ذخیرہ ان کے پیش نظر تھا۔ جس صحیح حدیث کو انہوں نے اپنے اصول و قواعد کے مطابق پایا اسے کتاب کی زینت بنایا اور وہی ان کا مذہب ٹھہرا۔

[حروف چند اعلاء السنن فی المیزان:۲۱]

(و) مگر ان کی ''الجامع الصحیح'' کو خود انہوں نے ہی صحیح نہیں کہا بلکہ ان کے مشائخ، معاصرین اور متاخرین نے بھی اسے صحیح قرار دیا اور بعض حضرات نے جو ان بعض روایات پر اعتراضات کیے تو دوسرے بہت سے حضرات نے ان کے تسلی بخش جوابات دے کر ثابت کر دیا کہ واقعہ ان دونوں کتابوں بالخصوص صحیح بخاری کی تمام روایات صحیح ہیں۔

[پرویزی تشکیک کا علمی محاسبہ ۱۹۴]

ایک طرف اثری صاحب کے صحیح بخاری و مسلم کی احادیث پر اعتماد کا یہ منظر اور دوسری طرف ان کی روایات پر تنقید و جرح اور ان پر کلام کے کچھ نمونے بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ صحیح مسلم شریف میں وارد شدہ حدیث ابی موسیٰ اشعری "وإذا قرأ فأنصتوا" (جو کہ مسلک غیر مقلدین کے لیے نہایت پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے) کے متعلق اثری صاحب کا موقف کیا ہے؟

اس کو جاننے کے لیے موصوف کی درج ذیل عبارات کو نظروں سے گزاریے:

ا۔ لیکن چونکہ اس روایت (حدیث ابی موسیٰ اشعری۔ ناقل) کو امام بخاری، امام دار قطنی بلکہ امام احمد نے بھی معلول قرار دیا ہے۔ اس لیے ان کی بات امام مسلم سے مقدم ہے۔

[توضیح الکلام:۶۶۴ حاشیہ:۳]

۲۔ لہذا جب یہ روایت خود شاذ ہے تو اس سے شاذ (حدیث ابی موسیٰ اشعری کی تائید کیونکر ہو سکتی ہے۔

[توضیح الکلام:۶۸۱]

۳۔ اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ امام بیہقی اور علامہ نووی وغیرہ نے جس اجتماع کا اظہار کیا ہے وہ متقدمین، محدثین مراد ہیں، ان کے مقابلہ میں امام مسلم و ابن جریر وغیرہ چند محدثین کی (حدیث ابی موسیٰ اشعری کے متعلق) تصحیح محل نظر ہے۔

[توضیح الکلام:۷۱۱]

۴۔اثری صاحب " قتادہ مدلس " ہے۔کی سرخی جما کر لکھتے ہیں:تنبیہ ثالث قتادہ مدلس ہے۔امام بخاری فرماتے ہیں کہ :اس روایت میں قتادہ کا حطان سے سماع نہیں، مگر مولانا صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ :"ابوداؤد اور ابو عوانہ میں صراحت سماع موجود ہے۔حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ ان الفاظ سے بھی قتادہ کی تدلیس ختم نہیں ہوتی۔بادی النظر میں راقم نے طبع اول میں کہا تھا کہ ابوداؤد میں تصریح سماع ثابت ہے، مگر مزید غور و فکر اور تتبع کے بعد معلوم ہوا کہ اس سے بھی سماع کی صراحت نہیں ہوتی۔قتادہ کا بیان بھی عن ابی غلاب "یہی کہہ رہے ہیں۔

[توضیح الکلام:۶۸۸،۶۸۹]

اثری صاحب کی مذکورہ عبارت کے ساتھ ساتھ درج ذیل دو عبارات بھی پیش نظر رہیں:

(الف)"ہماری ان گزارشات سے واضح ہو جاتا ہے کہ قتادہ مدلس اور اس کی معنعن روایت صحت کے منافی ہے"۔

[توضیح الکلام:۶۹۹]

(ب)اس پر بھی اتفاق ہے کہ مدلس کا عنعنہ موجب ضعف ہے۔

[توضیح الکلام:۱۳۷]

عبارت نمبر ۴ اور مذکورہ بالا دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ صحیح مسلم کی حدیث "وإذا قرأ فانصتوا "قتادہ نے "عن" سے روایت کی ہے۔(اور قتادہ کا اس روایت میں حطان سے سماع بھی ثابت نہیں)اور قتادہ مدلس اور اس کی معنعن روایت صحت کے منافی ہے، بلکہ یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ مدلس کا عنعنہ روایت کے ضعف کا باعث ہے۔لہذا اثری صاحب کو صرف جملہ "وإذا قرأ فأنصتوا "پر کلام نہیں بلکہ مذکورہ روایت کی سند ہی قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔یاد رہے کہ

ایک اور جگہ پر اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح یا جید کیونکر ہو سکتی ہے جب کہ اس کی سند میں ابو اسحٰق "مدلس ہیں اور یہ روایت معنعن ہے اور مدلس کی معنعن روایت بالاتفاق صحیح نہیں ہوتی۔

[توضیح الکلام:۷۸۴]

ہمیں یہاں صحیح مسلم شریف کی مذکورہ روایت کی صحت و ضعف سے بحث مقصود نہیں، بلکہ یہ بتلانا ہے کہ اثری صاحب ایک طرف بخاری و مسلم میں درج شدہ احادیث کو صحیح قرار دیتے ہیں، دوسری طرف اپنے مسلک کی مخالف حدیث کو شاذ معلول اور غیر متصل قرار دے دیتے ہیں........ **جاری ہے!**

سلسلہ سوالات و جوابات

مدیرِ اعلیٰ کے قلم سے

بیت الخلاء میں داخل ہونے والی دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

سوال۔1 : مولانا صاحب ایک غیر مقلد کی تحریر دیکھی جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنے والی دعا کے ابتدا میں «بسم اللہ» کے الفاظ حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ ذرا وضاحت کے ساتھ بتلادیں کہ غیر مقلد کی مذکورہ بات کہاں تک درست ہے ؟ (عثمان، سمندری)

الجواب: نامور محدث علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

اور تحقیق محدّث عمری نے اس حدیث کو عن عبدالعزیز بن مختار عن عبدالعزیز بن صھیب کے طریق سے "امر" کے ساتھ یوں بیان کیا ہے کہ جب تم بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرو تو کہو ”بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث“۔

اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق (صحیح) ہے۔ (فتح الباری 1/144)

اصحاب الحدیث اور اہل الرّائے کسے کہتے ہیں

سوال۔2: مولانا صاحب اصحاب الحدیث اور اہل الرّائے کسے کہتے ہیں ؟ (راشد، فیصل آباد)

الجواب: اس سوال کا جواب عام طور پر یہ دیا جاتا ہے کہ اصحاب الحدیث یا اہل حدیث محدثین کو کہتے ہیں جبکہ اہل الرّائے فقہاء کو کہا جاتا ہے یہ جواب چونکہ مختصر اور مبہم ہے جس کی وجہ سے کئی پہلو تشنہ رہ جاتے ہیں۔ ہم تھوڑا وضاحت سے جواب تحریر کرتے ہیں تاکہ کوئی الجھن باقی نہ رہے۔

پہلی بات: اصحاب الحدیث ان حضرات کو کہتے ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا فن حدیث ہے یہ گروہ حدیث کی سند رجال، علل متن کے ثبوت اور عدم ثبوت کے متعلق ابحاث کرتا ہے۔ **دوسری بات:** اہل الرّائے وہ لوگ ہیں جو قرآن و سنت اور اجماع سے مسائل کا استنباط و استخراج کرتے ہیں قرآن و حدیث کے معانی و مفاہیم کو واضح کرتے ہیں دلائل کے درمیان موجود تعارض کو

رفع کرتے ہیں ترجیح کی وجوہات بیان کرتے ہیں نیز غیر منصوص مسائل کو بذریعہ قیاس حل کرتے ہیں نئے پیش آمدہ مسائل کی تخریج کے لئے اصول وضع کرتے ہیں۔

تیسری بات: بعض علماءء حدیث وفقہ دونوں میں ماہر تھے اس لئے ان کو بیک وقت فقیہ اور محدث دونوں کہا جاتا ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام سفیان ثوری امام لیث امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہم وغیرھم، اسی لیے ان حضرات کا تذکرہ آپ کو طبقات حفّاظِ حدیث میں ملے گا اور طبقات الفقہاء میں بھی۔

لیکن کچھ آئمہ، فنِ حدیث میں ید طولی رکھتے ہیں لیکن ان کو فقہ میں زیادہ مہارت نہیں ہوتی جیسے آئمہ صحاح ستّہ، طبرانی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم وغیرہ۔ عام طور پر جب محدثین واصحاب الحدیث کا لفظ بولا جاتا ہے تو یہی لوگ مراد ہوتے ہیں اسی طرح بعض علماء فقہ میں تو ماہر تھے لیکن حدیث میں کوئی خاص مقام نہیں رکھتے تھے جیسا کہ سرخسی، شامی، شوافع میں ماوردی، رافعی مالکیہ میں ابن قصار القیروانی حنابلہ میں الخرقی، ابن ابی یعلیٰ وغیرہ۔

چوتھی بات: لغوی معنی کے اعتبار سے صاحبِ رائے ہر «فقیہ» کو کہا جاسکتا ہے وہ بھلے شوافع سے تعلق رکھتا ہو حنابلہ میں سے ہو یا کوئی مالکی ہو لیکن چونکہ احناف فقط الفاظ رٹنے سے زیادہ قرآن وسنت اور اجماع وقیاس سے مسائل کے استنباط واستخراج پر زور دیتے تھے اس لیے احناف میں فقہاء کثیر تعداد میں ہوئے ہیں، اسی وجہ سے اہل الرّائے کا لفظ احناف کے لئے بطور اسم «علم» استعمال ہوتا ہے۔

دلچسپ واقعہ

محدث اور فقیہ کے فرق پر ایک زبردست روایت پڑھیے۔

محدث امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے فرمایا:

اے نعمان! تم فلاں فلاں مسئلہ میں ایسے ایسے رائے دیتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔

امام اعمش نے پوچھا: آپ نے یہ مسائل کہاں سے نکالے ہیں؟

امام ابو حنیفہ نے فرمایا: انہی احادیث سے آپ نے جنہیں فلاں کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔

امام اعمش نے فرمایا: اے فقہاء کی جماعت! تم طبیب ہو اور ہم (گروہ محدثین) پنساری ہیں۔

حَدثنِي عبد الْملك بن مُحَمَّد بن سميع بصيداء ثَنَا الْمُزنِيّ ثَنَا عَليّ بن معبد عَن عبيد الله بن عَمْرو قَالَ الْأَعْمَش لأبي حنيفَة يَا نعْمَان مَا تقول فِي كَذَا كَذَا قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ من أَيْن قلت قَالَ أَنْت حَدَّثتنَا عَن فلَان بِكَذَا قَالَ الْأَعْمَش أَنْتُم يَا معشر الْفُقَهَاء الْأَطِبَّاء وَنحن الصيادلة۔(كتاب الثقات لابن حبان 8/467)

کیا غیر مقلدین اہل حدیث ہیں

سوال۔3: مولانا صاحب! غیر مقلدین کا اپنے آپ کو اہلحدیث کہنا کیسا ہے؟

الجواب: غیر مقلدین کا اپنے آپ کو اہل حدیث کہنا ایسے ہی ہے جیسے منکرین حدیث کا اپنے آپ کو اہل قرآن کہنا جس طرح حدیث کے الفاظ ''فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآن''(ترمذی: 453) سے منکرین حدیث مراد نہیں بلکہ حفّاظ و قراء ہیں ایسے ہی محدثین کی عبارات میں موجود ((اہل الحدیث)) سے مراد غیر مقلدین نہیں بلکہ خدامِ حدیث یعنی محدثین ہیں۔

حضرت معاویہ کی بیعت شیعہ کتب سے

ایک شیعہ سے میری گفتگو ہوئی۔ وہ کہتا کہ سیدنا حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنھما نے سیدنا معاویہ کی بیعت نہیں کی تھی۔

اس نے کہا: اگر تم شیعہ کتاب سے ثابت کرو تو میں مان لوں گا۔ آپ سے گزارش ہے کہ شیعہ کی کسی معتبر کتاب سے روایت پیش کردیں جس میں حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنھما کا سیّدنا معاویہؓ سے بیعت کا ثبوت ہو۔(علی احمد، انگلینڈ)

الجواب: شیعہ کی ایک دو نہیں بے شمار کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنھما نے سیّدنا معاویہؓ کی بیعت کرلی تھی فلحال ایک روایت سن لیں!

محمد بن راشد کہتے ہیں: میں نے امام ابو عبداللہ (یعنی امام جعفر صادق رحمہ اللہ) کو فرماتے ہوئے سنا! معاویہ نے حضرت حسن بن علیؓ وغیرہ کو خط لکھ کر شام بلایا۔ سیدنا حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنھما اور قیس بن سعد بن عبادہ شام آئے۔ پھر وہاں خطباء نے تقریریں کیں۔ پھر حضرت معاویہؓ نے فرمایا: اے حسن! اٹھو اور بیعت کرو حضرت حسنؓ اٹھے اور بیعت کی۔ پھر حضرت حسینؓ سے فرمایا اٹھ کر بیعت کرلو وہ بھی اٹھے اور بیعت کرلی۔

قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إن معاوية كتب إلى الحسن بن علي صلوات الله عليهما أن: أقدم أنت والحسين وأصحاب علي فخرج معهم قيس بن سعد ابن عبادة الأنصاري فقدموا الشام، فأذن لهم معاوية، وأعد لهم الخطباء فقال:يا حسن قم فبايع فقام وبايع، ثم قال للحسين عليه السلام: قم فبايع، فقام فبايع، ثم قال:يا قيس قم فبايع فالتفت إلى الحسين عليه السلام ينظر ما يأمره، فقال: يا قيس إنه إمامي يعني الحسن عليه السلام۔(بحار الانوار ملا باقر مجلسی جلد 44ص 61)

محمد عثمان

صحابی کے پوتے نے امام ابو حنیفہ کا دفاع کیا

جلیل القدر صحابی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پوتے ہیں۔ جن کا نام ہے قاسم بن معن رحمہ اللہ۔ ان کے متعلق نامور محدّث مؤرخ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
الامام الفقيه المجتهد قاضی الکوفة ومفتيهافی زمانه
مزید لکھتے ہیں: وکان ثقة نحويا،اخباريا ،کبير الشان۔(سیر اعلام النبلاء 239/7)
اور محدث ابن سعد رحمہ اللہ رقم زن ہیں: وکان ثقة،عالما بالحديث،سابقه والشعروايام الناس۔
(طبقات ابن سعد 6/358)
نیز محدث ابو حاتم کا کہنا ہے: ثقة، کان اروی الناس للحديث،والشعر واعلمهم بالعربية والفقه(سیر اعلام النبلاء 239/7)۔[**تنبیہ:** علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے مکمل عبارت امام ابو حاتم کی طرف منسوب کی ہے۔ یہ آپ کا تسامح ہے۔ «ثقة» کے الفاظ محدث ابو حاتم کے ہیں۔ جبکہ کان اروی الناس سے والفقه تک کی عبارت محدث عبدالرحمن بن ابی حاتم کی ہے۔ دیکھیے![(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 122/7، 121)]
سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ ثقہ و صدوق پوتے (جو فقہ و حدیث میں ماہر تھے اور شعر و عربیت پہ بھی مضبوط گرفت رکھتے تھے) قاسم بن معن رحمہ اللہ، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں اور امام قاسم کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں آنا جانا کثرت سے ہوتا تھا یہ بات امام اعظم کے حاسدین کو بہت ناگوار گزرتی تھی۔ چنانچہ وہ آپ کو امام اعظم سے دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کوفہ کے معروف قاضی شریک (جن کے چند غلط فیصلوں پر امام صاحب نے تنقید کی تھی جس وجہ سے وہ آپ کے مخالف ہوگئے تھے)۔ نے امام قاسم بن معن رحمہ اللہ سے طنزاً کہا: تم جیسے شخص کو مناسب ہے کہ ابو حنیفہ کے پاس جا کر بیٹھے اور اس سے علم حاصل کرے؟
جواب میں امام قاسم بن معن رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابو عبداللہ! تمہارا تو کام ہی زبان درازی کرنا ہے۔
سَمِعت يحيى يَقُول كَانَ الْقَاسِم بن معِين رجلا نبيلا وَكَانَ قاضى الْكُوفَة وَهُوَ الْقَاسِم بن معن بن عبد الله بن مَسْعُود قَالَ لَهُ شريك بن عبد الله يَوْمًا مثلك يجلس إِلَى أَبى حنيفَة يتَعَلَّم مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِم يَا أَبَا عبد الله هَذَا ميدان من جاراك فِيهِ سبقته يعْنى إِن لَك لِسَانا۔(تاريخ ابن معين برواية دوری 3/304)